تنظیم اسلامی کا ترجمان

32

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

18 تا 24 ذوالحجہ 1440ھ / 20 تا 26 اگست 2019ء

اسلامی تحریک کے اوصاف

ایک ایسی تحریک کے اوصاف ذہن میں تازہ کر لیجیے جو ٹھیٹھ اسلامی انقلاب برپا کرنے کے لیے کسی معاشرہ میں اُٹھی ہو۔ وہ تحریک کسی فرقہ واریت کی بنیاد پر نہ اُٹھی ہو، وہ محض رائج الوقت نظام کی کسی جزوی اصلاح کے لیے نہ اُٹھی ہو، وہ صرف کسی انتخابی عمل کے ذریعے اس نظام کو چلانے والے ہاتھوں کو بدلنے کے لیے میدان میں نہ آئی ہو، بلکہ اس جماعت کا مقصد خالص اسلامی انقلاب برپا کرنا ہو۔ یعنی معاشرہ میں علمی و عملی دونوں اعتبارات سے توحید کے نفاذ و انعقاد کی جدّ وجہد ہی اس کا مقصود و مطلوب ہو۔ پھر یہ کہ ایک معتد بہ تعداد میں لوگوں نے اسے شعوری طور پر قبول کیا ہو۔ اور وہ منظم ہو چکے ہوں اور منظم بھی اس درجہ میں کہ "وَاسۡمَعُوۡا وَاَطِیۡعُوۡا" کی کیفیت پیدا ہو گئی ہو۔ وہ کبھی مشتعل نہ ہوئے ہوں۔ انہوں نے کبھی بھی گالی کا جواب گالی سے نہ دیا ہو۔ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سختیاں جھیلیں، استہزاء اور تمسخر برداشت کیا، ذہنی و جسمانی تشدد جھیلا۔ معاشرہ نے اہل ایمان کا بائیکاٹ کیا۔ شعب بنی ہاشم کی تین سالہ جاں گسل محصوری سے سابقہ پیش آیا۔ ایمان لانے والے سعید و صالح نوجوانوں کو ان کے خاندان والوں نے گھروں سے نکالا۔ ان پر معیشت کا دائرہ تنگ سے تنگ تر کیا گیا، لیکن انہوں نے ان سب کو جھیلتے اور برداشت کرتے ہوئے توحید کا علم ہاتھ میں لیے توحیدی انقلاب اور توحیدی نظام قائم کرنے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دی۔ کسی ادنیٰ درجہ میں ہی سہی، اُس جماعت کے وابستگان میں بھی ان باتوں کی کوئی جھلک نظر آنا ضروری ہے۔

منہج انقلاب نبویؐ
ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اس شمارے میں

- لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا
- دعوت و تبلیغ کی اہمیت
- امریکہ کی پاکستان کے لیے نئی حکمت عملی
- ......نام زنگی کافور
- انقلابی دعوت و تربیت اور اس کا ذریعہ
- تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

حج اور قربانی کے فوائد

الھدیٰ (865)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سُورَۃُ الْحَجّ — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیات: 28 تا 0

لِّیَشۡہَدُوۡا مَنَافِعَ لَہُمۡ وَیَذۡکُرُوا اسۡمَ اللّٰہِ فِیۡۤ اَیَّامٍ مَّعۡلُوۡمٰتٍ عَلٰی مَا رَزَقَہُمۡ مِّنۡۢ بَہِیۡمَۃِ الۡاَنۡعَامِ ۚ
فَکُلُوۡا مِنۡہَا وَاَطۡعِمُوا الۡبَآئِسَ الۡفَقِیۡرَ ﴿۫۲۸﴾ ثُمَّ لۡیَقۡضُوۡا تَفَثَہُمۡ وَلۡیُوۡفُوۡا نُذُوۡرَہُمۡ وَلۡیَطَّوَّفُوۡا بِالۡبَیۡتِ
الۡعَتِیۡقِ ﴿۲۹﴾ ذٰلِکَ ٭ وَمَنۡ یُّعَظِّمۡ حُرُمٰتِ اللّٰہِ فَہُوَ خَیۡرٌ لَّہٗ عِنۡدَ رَبِّہٖ ؕ وَاُحِلَّتۡ لَکُمُ الۡاَنۡعَامُ اِلَّا مَا
یُتۡلٰی عَلَیۡکُمۡ فَاجۡتَنِبُوا الرِّجۡسَ مِنَ الۡاَوۡثَانِ وَاجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِ ﴿ۙ۳۰﴾

آیت ۲۸ ﴿لِّیَشۡہَدُوۡا مَنَافِعَ لَہُمۡ﴾ ''تا کہ وہ حاضر ہوں اپنی منفعت کی جگہوں پر''

﴿وَیَذۡکُرُوا اسۡمَ اللّٰہِ فِیۡۤ اَیَّامٍ مَّعۡلُوۡمٰتٍ عَلٰی مَا رَزَقَہُمۡ مِّنۡۢ بَہِیۡمَۃِ الۡاَنۡعَامِ ۚ﴾ ''اور اللہ کا نام لیں معین دنوں میں ان مویشیوں پر جو اُس نے انہیں عطا کیے ہیں۔''

''اَیَّامٍ مَّعۡلُوۡمٰتٍ'' سے مراد قربانی (۱۰، ۱۱ اور ۱۲ ذوالحجہ) کے دن ہیں۔ یعنی ایامِ نحر میں وہ لوگ اللہ کا نام لے کر جانور ذبح کریں۔

﴿فَکُلُوۡا مِنۡہَا وَاَطۡعِمُوا الۡبَآئِسَ الۡفَقِیۡرَ ﴿۲۸﴾﴾ ''تو اس میں سے خود بھی کھاؤ اور خستہ حال محتاجوں کو بھی کھلاؤ۔''

آیت ۲۹ ﴿ثُمَّ لۡیَقۡضُوۡا تَفَثَہُمۡ﴾ ''پھر چاہیے کہ وہ دور کریں اپنے میل کچیل''

اس سے احرام کھول کر نہانا دھونا مراد ہے۔ حج کرنے والوں کے لیے ۱۰ ذوالحجہ کے دن چار افعال ضروری ہیں، یعنی رمی، نحر، حلق اور طواف۔ نحر اور حلق کے بعد احرام کھولو، پھر نہا دھو کر صاف لباس پہنو اور طوافِ زیارت کے لیے جاؤ۔

﴿وَلۡیُوۡفُوۡا نُذُوۡرَہُمۡ وَلۡیَطَّوَّفُوۡا بِالۡبَیۡتِ الۡعَتِیۡقِ ﴿۲۹﴾﴾ ''اور اپنی نذریں پوری کریں اور اس قدیم گھر کا طواف کریں۔''

آیت ۳۰ ﴿ذٰلِکَ ٭ وَمَنۡ یُّعَظِّمۡ حُرُمٰتِ اللّٰہِ فَہُوَ خَیۡرٌ لَّہٗ عِنۡدَ رَبِّہٖ ؕ﴾ ''یہ سن چکے! اور جو کوئی تعظیم کرے اللہ کی حرمتوں کی تو وہ اس کے لیے بہتر ہے اس کے رب کے نزدیک۔''

اللہ نے جس جس چیز کو محترم ٹھہرایا ہے وہ سب ''حرمات اللہ'' ہیں۔ اس میں خود بیت اللہ اور حرمت والے مہینے بھی شامل ہیں۔

﴿وَاُحِلَّتۡ لَکُمُ الۡاَنۡعَامُ اِلَّا مَا یُتۡلٰی عَلَیۡکُمۡ﴾ ''اور حلال کر دیے گئے تمہارے لیے تمام چوپائے سوائے اس کے جو تمہیں پڑھ کر سنا دیا گیا ہے''

یعنی خنزیر کے علاوہ باقی جانور بکری، بھیڑ، گائے، اونٹ وغیرہ کی قربانی دی جاسکتی ہے۔

﴿فَاجۡتَنِبُوا الرِّجۡسَ مِنَ الۡاَوۡثَانِ وَاجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِ ﴿۳۰﴾﴾ ''تو تم بچو بتوں کی گندگی سے اور بچو جھوٹ بات سے۔''

یعنی شرک سے بچنا تمہاری پہلی ترجیح ہونی چاہیے۔ مکہ میں اس وقت بت پرستی عام تھی جو شرک کی بدترین شکل ہے۔

فرمانِ نبویؐ

مال و دولت کی آزمائش

عَنۡ کَعۡبِ بۡنِ عِیَاضٍ ؓ قَالَ: سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ یَقُوۡلُ: ((اِنَّ لِکُلِّ اُمَّۃٍ فِتۡنَۃً وَفِتۡنَۃُ اُمَّتِی الۡمَالُ)) (رواہ الترمذی)

سیدنا کعب بن عیاض ؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''ہر امت کا ایک فتنہ (آزمائش) ہوتا ہے اور میری امت کے لیے فتنہ مال ہے۔''

تشریح: بندۂ مومن کی زندگی سراپا خیر اور بھلائی ہے۔ اس کی صبح و شام رب کی بندگی اور اس کے بندوں کی خدمت میں بسر ہوتی ہے۔ وہ اپنے اوقات کو ٹھیک ٹھیک مصرف میں لا کر بہترین اُخروی فائدہ اٹھاتا ہے۔ وہ حصولِ علم میں مصروف ہوتا ہے تو نفع بخش علم میں غوطہ زن ہو کر اپنی زندگی کو بسر کرتا ہے اور اس روشنی کو اپنے اردگرد پھیلاتا ہے جس سے ماحول چمک اٹھتا ہے۔ مسلمان کی اصل منزل یہ دنیا نہیں بلکہ آخرت ہے۔

منزل ہے بعید باندھ لو زادِ سفر
موّاجِ بحر ہے رکھو کشتی کی خبر

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

کشمیر اس وقت یقیناً فلیش پوائنٹ بنا ہوا ہے جو صرف خطے کا ہی نہیں بلکہ عالمی سطح پر امن کو تباہ و برباد کر سکتا ہے۔ کشمیر بارود کے ایسے پہاڑ کی صورت اختیار کر گیا جسے ہلکی سی چنگاری بھی آگ کا سمندر بنا سکتی ہے اور یہ جنوب مشرقی ایشیا کو ہی نہیں اس پوری دنیا کو جلا کر خاکستر کر سکتی ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ جابرانہ تسلط کو جذبہ آزادی کے ہاتھوں ہمیشہ شکست ہوئی ہے۔ قید و بند اور ظلم و ستم نے جابرانہ تسلط کو سہارا تو دیا مگر یہ ہمیشہ عارضی ثابت ہوا اور یہ بات بھی تاریخ نے درست ثابت کی کہ ظلم پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے۔ تاریخ کے کینوس پر نمرود بھی اُبھرا فرعون بھی ظاہر ہوا۔ چنگیز اور ہلاکو بھی دکھائی دیے، جدید دور میں ہٹلر بھی سامنے آیا۔ آغاز میں سب کا رعب و دبدبہ تھا، شان و شوکت تھی، لگتا تھا یہ دہشت سے بھرپور سلطانی اور حکمرانی کبھی ختم نہ ہوگی لیکن سب یوں ڈوبے کہ پھر نہ اُبھر سکے۔ سب کا انجام ناکامی اور نامرادی ہوا اور ذلت و خواری میں ڈوب کر موت سے ہمکنار ہوئے۔ مگر انا پرست انسان کا المیہ یہ ہے کہ وہ تاریخ سے سبق نہیں سیکھتا۔ کیا مودی کا انجام مختلف ہوگا ہرگز ہرگز نہیں۔ مودی کا انجام بھی ذلت آمیز ہوگا۔ ان شاء اللہ۔ مودی نے اپنے پاؤں اور بھارت کی جڑ پر کلہاڑی چلائی ہے۔ دنیا کشمیر کے حوالے سے آنکھیں بند اور کان لپیٹ چکی تھی۔ دوسروں کا کیا کہنا پاکستان کے سابق صدر مشرف نے کشمیر کے حوالے سے کانوں پر ہاتھ لگا کر میری توبہ کہا تھا۔ قوم سے ایک خطاب میں بالواسطہ یہ کہہ دیا تھا کہ اب ہمارا کشمیر سے کوئی لینا دینا نہیں۔ ہم کوئی مداخلت نہیں کریں گے۔ بھارت جانے اور کشمیری جانیں۔ پھر زرداری آئے۔ وہ فرماتے تھے کہ ہر پاکستانی کے دل میں بھارتی بستے ہیں اور ہر بھارتی کے دل میں پاکستان ہے۔ زمین کے اُوپر اور آسمان کے نیچے اس سے بڑا شاید ہی کوئی جھوٹ بولا گیا ہو۔ نواز شریف آئے تو وہ اندھا دھند بھارت کی طرف بڑھے۔ مودی کی تاجپوشی کی تقریب میں شرکت کرنے گئے تو مقبوضہ کشمیر سے آئے ہوئے وفد کو ایک دروازے پر چھوڑ کر چپکے سے دوسرے دروازے سے نکل گئے اور تمام پروٹوکولز کو بالائے طاق رکھ کر بھارت کے آئرن کنگ جندل کے گھر جا پہنچے۔ گجرات میں مسلمانوں کے قاتل مودی کو اپنے گھر شادی پر بلا لیا۔ قصہ کوتاہ ہم مسئلہ کشمیر کو قصہ ماضی بنا کر دفنا چکے تھے۔ البتہ یہ ایک حقیقت ہے کہ کشمیریوں کی جدوجہد آزادی جاری تھی۔ دنیا کی لاتعلقی اور پاکستان کی طرف سے بے وفائی کے باوجود کشمیریوں کے یہ نعرے فضاؤں میں گونج رہے تھے ”پاکستان سے رشتہ کیا لا الٰہ الا اللہ“۔ پاکستان کرکٹ میچ جیت لیتا تو کشمیری خوشی سے دیوانے ہو جاتے اور کشمیر میں سبز ہلالی پرچم لہرانے لگتے۔ پھر یہ کہ کوئی کشمیری بھارتی فوج کے ہاتھوں شہید ہوتا تو اُس کو پاکستانی پرچم میں لپیٹ کر دفنایا جاتا اور بھارت کے مبینہ اور نام نہاد اٹوٹ انگ کشمیر میں کشمیریوں کے یہ محبت بھرے نعرے اور پاکستان کے جھنڈوں کا لہرانا بھارت خاص طور پر بی جے پی اور مودی کے سینے پر مونگ دل رہا تھا۔ تعصب اور نفرت کے جذبات اُن سے سنبھالے نہیں جا رہے تھے۔ تاریخی حقیقت یہ ہے کہ فرد، گروہ، معاشرہ اور ریاست کا

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
18 تا 24 ذوالحجہ 1440ھ جلد 28
20 تا 26 اگست 2019ء شمارہ 32
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
”دارالاسلام“ ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 79-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 15 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 600 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا ---------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
”مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

موقف اگر حق پر مبنی ہو تو جذبات ایسا کرشمہ دکھا دیتے ہیں کہ عقل محو حیرت رہ جاتی ہے اور بصورت دیگر یعنی جذبات اگر منفی ہوں، موقف ناجائز اور ناروا ہو، ایسی صورت میں نفرت کے جذبات عقل پر غالب آ جائیں تو وہی ہوتا ہے جو مودی سے ہوتا نظر آ رہا ہے۔

5 اگست کو بھارتی صدر نے وزیر اعظم کے مشورہ پر آرڈیننس جاری کیا جس کی بعد ازاں لوک سبھا اور راجیہ سبھا سے منظوری حاصل کر لی گئی۔ اِس آرڈیننس کے اطلاق سے بھارتی آئین کا آرٹیکل 370 اور اُس کی ذیلی شق 35-A ختم کر دی گئی جس سے مقبوضہ کشمیر کی خصوصی حیثیت ختم ہو گئی اور وہ بھارت کے دوسرے اضلاع کی طرح بھارت کا ایک ضلع بن گیا۔ مودی کا خیال تھا امریکہ بھارت کا سٹرٹیجک پارٹنر بن چکا ہے، یورپ اسلام دشمنی کی وجہ سے اُس کا ہمنوا ہے۔ اسلامی دُنیا ایسی گہری نیند سو رہی ہے اس کے جاگنے کا دور دور کوئی امکان نہیں، پاکستان دو چار دن شور مچا کر خاموش ہو جائے گا اور پھر راوی چین ہی چین لکھے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ موجودہ حکومت نے مودی کے اِس ناجائز اور غیر قانونی قدم پر جس طرح بھارت کے خلاف اور کشمیریوں کے حق میں ڈھونڈورا پیٹا ہے اور انسانی حقوق کی پامالی کے حوالے سے دنیا بھر میں بھارت کے خلاف جو طوفان اُٹھایا ہے اُس پر اُسے خراج تحسین پیش نہ کرنا ناانصافی ہوگی، یہ قلمی بددیانتی ہوگی۔ حیرت ہے کہ امریکہ اور یورپ کا کوئی ایک بڑا اخبار بھی ایسا نہیں ہے جس نے بھارت کے لتے نہ لیے ہوں، جس نے مودی پر لعن طعن نہ کی ہو، جس نے کشمیر میں بھارت کے ظلم وستم کی داستان نہ سنائی ہو۔ امریکہ بھی بہت کچھ کہنے پر مجبور ہوا۔ روس نے پہلی بار اعتدال کا مظاہرہ کیا اور یکطرفہ بھارت کی حمایت سے گریز کیا۔ چین نے سخت الفاظ میں بھارت کو وارننگ دی۔ یورپ کے کئی شہروں میں بھارت کے خلاف اور کشمیریوں کے حق میں مظاہرے ہو رہے ہیں۔ بھارت کے یومِ آزادی 15 اگست کو پاکستان نے یوم سیاہ قرار دیا۔ اِس روز لندن میں بیس ہزار مظاہرین نے اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ کشمیر کا مسئلہ جو یو این او میں سرد خانے کی نذر ہو چکا تھا۔ ایک زندہ مسئلہ بن گیا لہٰذا یو این او کو فوری طور پر سلامتی کونسل کا اجلاس بلانا پڑا۔ ہمیں سلامتی کونسل سے کوئی اُمید نہیں۔ وہاں سب جابر کے ساتھ ہیں، مجبور کے ساتھ کوئی نہیں ہے۔ صرف میٹھے بول ہیں جو وقتاً فوقتاً بولے جاتے ہیں لیکن اس کے باوجود پچاس سال بعد مسئلہ کشمیر کا سلامتی کونسل کے ایجنڈے پر آنا بھارت کے منہ پر زناٹے دار طمانچہ ہے۔ کیونکہ بھارت اِسے اپنے گھر کا معاملہ کہتا ہے۔ کشمیر کو اٹوٹ انگ کہتا ہے۔ بھارتی موقف یہ تھا کہ کشمیر ہمارا اندرونی معاملہ ہے لہٰذا کسی حکومت یا ادارے کو اس پر بولنے کی اجازت نہیں اور دنیا کے کسی بھی پلیٹ فارم پر اس پر بات نہیں ہو سکتی۔ لیکن مسئلہ کشمیر پر سلامتی کونسل کا اجلاس طلب کرنا بھارتی مؤقف کو رد کرنا ہے۔ اِسے مکمل طور پر مسترد کرنا ہے۔ گویا ''لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا'' اس مصرعے کا مودی پر اطلاق ہو رہا ہے۔

پاکستان کے وزیر اعظم نے پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس اور آزاد کشمیر کی اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بھارت میں آر ایس ایس کی آئیڈیالوجی کو نافذ کیا جا رہا ہے۔ اس آئیڈیالوجی کے مطابق ہندوستان میں رہنے کا حق صرف ہندوؤں کا ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ یہ پاک بھارت جنگ نہیں دو مخالف نظریات کی جنگ ہے۔ ہم اُن کی اِس بات کی مکمل تائید کرتے ہیں کہ یہ نظریات کی جنگ ہے۔ لیکن ہمارا وزیر اعظم سے ٹریلین ڈالر کا سوال ہے کہ کیا ہم نظریاتی جنگ توپ ٹینک اور لڑاکا طیاروں سے لڑیں گے؟ ہم اپنے نظریے یعنی نظریہ پاکستان کو کب عملی تعبیر دیں گے؟ اس طرف کوئی پیش رفت نہیں ہو رہی۔ آر ایس ایس کا نظریہ جسے مودی بھارت میں نافذ العمل دیکھنا چاہتا ہے یہ نظریہ ظلم، ناانصافی، نفرت اور انسان دشمنی پر مبنی ایک باطل نظریہ ہے۔ آپ کے پاس اجتماعی عدل پر مبنی اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ایک فطری نظریہ ہے جو انسان کی فطرت کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔ آپ اپنے اس مبنی برحق نظریے کو اس باطل نظریے کے خلاف میدان میں اُتاریں۔ حق باطل کے خلاف وہی سلوک کرے گا جو عصائے موسیٰ نے فرعون کے بلائے ہوئے جادوگروں کے جادو کے ساتھ کیا۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ آپ کو اپنے نظریے کے حق ہونے پر مکمل اور لامتزلزل یقین ہونا چاہیے۔ اِس نظریہ پر صرف عوامی جلسوں میں تقریریں نہیں ہونا چاہئیں بلکہ اس پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے پاکستان کا مطلب عملی طور پر لا الٰہ الا اللہ ہونا چاہیے۔ پھر یہ کہ جب کشمیری یہ نعرہ لگاتے ہیں کہ پاکستان سے رشتہ کیا لا الٰہ الا اللہ تو ملاپ کی صورت میں جب تک دونوں طرف یہ نعرہ عملی شکل اختیار نہیں کرتا تو یہ رشتہ کیسے مستحکم ہو سکے گا؟ لہٰذا وزیر اعظم صاحب اب بال آپ کی کورٹ میں ہے۔ نظریاتی جنگ جیتنے کے لیے نظریاتی وابستگی کا والہانہ ہونا اشد ضروری ہے۔ وگرنہ یہ یقین رکھیے! کشمیر بنے گا پاکستان کا نعرہ اگر حقیقت بن بھی جاتا ہے تو یہ ملاپ نہ صرف عارضی اور وقتی ہوگا بلکہ بالآخر نقصان دہ بھی ثابت ہوگا۔ بھارت کو اسرائیل کی نقل کرنے دیجیے۔ آپ اللہ کے رسول ﷺ کی سنت کو اپنائیں، آپ خلفائے راشدینؓ کی سنت اپنائیں۔ اللہ اکبر کو عملی شکل دیں تو باقی سب اصغر ہوں گے بلکہ سب کا رد ہوگا۔ آپ پاکستان کو بت شکن بنائیں، بت تراش اور بت پرست آپ کے پاؤں تلے گھاس کی مانند روندے جائیں گے۔ ان شاء اللہ۔

انقلابی جدوجہد میں

دعوت وتبلیغ کی اہمیت

امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید کی خصوصی تحریر

زیر بحث موضوع کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

1۔ دین میں دعوت وتبلیغ کا مقام

2۔ انقلابی جدوجہد میں اس کی خصوصی اہمیت۔

آیئے، پہلے عمومی طور پر یہ جاننے کی کوشش کریں کہ ہمارے دین میں دعوت وتبلیغ کا مقام کیا ہے۔

1۔دعوت وتبلیغ کی اہمیت اور ضرورت

ہمارے دین میں دعوت وتبلیغ کا جو مقام ہے وہ کم از کم رفقاء تنظیم سے ہرگز مخفی نہیں ہے۔ قرآن حکیم کے مطالعے سے دین کا جو تصور ہمارے سامنے آتا ہے جس کا خلاصہ ہے منتخب نصاب، اس کی رو سے دعوت و تبلیغ کوئی اضافی نیکی نہیں بلکہ نجات کی کم از کم شرائط میں شامل ہے۔ قرآن حکیم جس صراطِ مستقیم کی ہدایت دیتا ہے اس کا خلاصہ سورۃ العصر میں نہایت جامعیت کے ساتھ آیا ہے۔ وہاں نجات کی جو شرائط بیان ہوئی ہیں اُن میں ایمان اور عمل صالح کے بعد تیسری شرط کے طور پر تواصی بالحق' کا اور پھر تواصی بالصبر کا ذکر ملتا ہے۔

سورۃ العصر کا درس ہم نے ایک نہیں بیسیوں بار سنا ہے بلکہ ہم میں سے اکثر نے اس کا درس بھی دیا ہوگا۔ اس حوالے سے ہم سب خوب جانتے ہیں کہ سورۃ العصر میں بیان کردہ چاروں شرائط کے بغیر نجات ناگزیر ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کو بھی کم کرنے سے نجات کا معاملہ مشکوک ہوجاتا ہے۔ حاصل کلام یہ کہ تواصی بالحق بھی نجات کی ناگزیر اور کم از کم شرائط میں شامل ہے۔ تواصی بالحق قرآن حکیم کی ایک جامع اصطلاح ہے، اور اس کی تشریح وتعبیر قرآن مجید کے دوسرے مقامات کے حوالے سے جو ہمارے سامنے آتی ہیں وہ یہ کہ اس میں دعوت وتبلیغ، وعظ ونصیحت، امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور شہادت علی الناس سب شامل ہیں۔

یہی تواصی بالحق کی اصطلاح سورۃ لقمان کے دوسرے رکوع میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی صورت میں ہمارے سامنے آتی ہے۔

﴿ یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْہَ عَنِ الْمُنْکَرِ ﴾

''بیٹا، نماز کی پابندی رکھنا اور (لوگوں کو) اچھے کاموں کے کرنے کا حکم دینا اور بری باتوں سے منع کرتے رہنا''

سورۃ حٰم السجدہ کی آیت 33 میں یہی اصطلاح دعوت الی اللہ کی شکل میں جلوہ گر ہوتی ہے۔

﴿ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا ﴾

''اور اس شخص سے بات کا اچھا کون ہوسکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے۔''

اسی دعوت الی اللہ کو مزید کھولا گیا سورۃ النحل کی آیت 125 میں کہ

﴿ اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ ﴾

''(اے پیغمبرؐ) لوگوں کو دانش اور نیک نصیحت سے اپنے پروردگار کے رستے کی طرف بلاؤ۔ اور بہت ہی پسندیدہ طریقے سے ان سے مناظرہ کرو۔''

یہاں دعوت الی اللہ کے تین درجے معین کردیے گئے۔ یا یوں کہئے کہ دعوت کے دائرہ کار کو تین حصوں میں منقسم کیا گیا ہے۔ ایک حکمت اور فلسفے کی سطح ہے۔ پھر ''موعظہ حسنہ'' کا لیول (level) ہے یعنی دلپذیر اور دلنشین وعظ۔ اور پھر ''جدالِ حسن'' کا ہے یعنی بوقت ضرورت مجادلہ اور مناظرہ بھی دعوت الی اللہ میں شامل ہوگا۔ ان تین درجوں کی تشریح کی مجھے حاجت محسوس نہیں ہوتی، اس لیے کہ آپ حضرات ان کے بارے میں مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔

تواصی بالحق کی اصطلاح کا ظہور سورۃ الحج کے آخری رکوع میں 'جہاد فی سبیل اللہ' کی شکل میں ہوا۔

﴿ وَجٰھِدُوْا فِی اللّٰہِ حَقَّ جِھَادِہٖ ﴾

''اور اللہ (کی راہ) میں جہاد کرو جیسا جہاد کرنے کا حق ہے''

اور جہاد کی اولین غرض وغایت شہادت علی الناس بیان ہوئی۔

﴿ لِیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ شَھِیْدًا عَلَیْکُمْ .... ﴾

''تاکہ پیغمبر تمہارے بارے میں شاہد ہوں''

اور یہ ہم سب جانتے ہیں کہ شہادت علی الناس یعنی لوگوں پر اتمام حجت قائم کرنے کے دو درجے ہیں۔ ایک قولی شہادت ہے اور دوسرا عمل سے شہادت قائم کرنا ہے۔ اور ظاہر بات ہے کہ قولی شہادت سے مراد دعوت وتبلیغ ہی ہے!

معلوم ہوا کہ کسی بھی زاویے سے ہم مطالبات دین یا دینی ذمہ داریوں کا جائزہ لیں، دعوت وتبلیغ سے مفر نہیں ہے۔ نجات کی کم سے کم شرائط میں بھی یہ شامل ہے۔ ایمان کے عملی تقاضے یعنی جہاد فی سبیل اللہ میں بھی داخل ہے اور مطالبات دینی کی فہرست میں جہاد فی سبیل اللہ اور شہادت علی الناس کے حوالے سے یہ شامل ہے۔

اگرچہ دعوت وتبلیغ کے مقام اور اس کی اہمیت کے بیان میں مزید کچھ عرض کرنے کی حاجت نہیں ہے تاہم ایک اور حوالے سے بھی اس کی اہمیت کی جانب اشارہ غیر ضروری نہ ہوگا۔ بطور یاددہانی عرض ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت کے لازمی تقاضے کے طور پر بھی دعوت وتبلیغ کی ذمہ داری اُمتِ مسلمہ پر عائد ہوتی ہے۔ یہ دراصل ختم نبوت کا منطقی نتیجہ ہے۔ دعوت وتبلیغ کی جو ذمہ داری پہلے انبیاء کرام علیہم السلام ادا کرتے تھے وہ اب اس اُمت کو ادا کرنی ہے۔ ع ''نورِ توحید کا اتمام ابھی باقی ہے''

نوعِ انسانی آسمانی ہدایت و رہنمائی کی ضرورت سے ابھی بے نیاز نہیں ہوئی، بلکہ روز بروز یہ ضرورت شدید تر ہو رہی ہے۔ سیدھی سی بات ہے کہ دعوت و تبلیغ اور شہادت علی الناس کا فریضہ اب اُمت کے ذمے ہے۔ چنانچہ سورۃ البقرہ میں امت کی تو غرضِ تاسیس ہی یہ بتائی گئی ہے کہ

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾

''اور اسی طرح ہم نے تم کو امت معتدل بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور پیغمبر تم پر گواہ بنیں۔''

پھر سورۃ آل عمران میں اس کو مزید کھولا گیا:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ﴾

''(مومنو!) جتنی امتیں (یعنی قومیں) لوگوں میں پیدا ہوئیں، تم ان سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور برے کاموں سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔''

گویا اس اُمت کو تو لوگوں کے لیے برپا کیا گیا ہے۔ لوگوں تک اللہ کے دین کو پہنچانا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام کیے چلے جانا اُمت مسلمہ کا اولین اور نمایاں ترین فریضہ ہے۔ بقول شاعر ع ہم تو جیتے ہیں کہ دنیا میں ترا نام رہے۔ یہی وجہ ہے کہ نہ صرف یہ کہ نبی اکرم ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں یہ فرما کر ((فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ)) تبلیغ دین کی ذمہ داری اُمت کے کاندھوں پر منتقل کر دی تھی، بلکہ دعوت و تبلیغ کے کام کو عام کرنے کے لیے تشویق و ترغیب کے طور پر یہاں تک فرمایا کہ ((بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ آيَةً)) یعنی ''پہنچاؤ میری جانب سے خواہ ایک ہی آیت ہو۔'' یعنی کوئی شخص بھی اپنے آپ کو اس کام سے غیر متعلق محسوس نہ کرے بلکہ اپنی ذمہ داری سمجھے کہ اُسے اپنی صلاحیت اور استعداد کے مطابق دعوت و تبلیغ کا کام سرانجام دینا ہے۔

اب تک کی بحث کا حاصل یہ ہے کہ ہم کسی بھی زاویہ نگاہ سے جائزہ لے لیں، اسی نتیجے پر پہنچیں گے کہ دعوت و تبلیغ کا کام کوئی اضافی نیکی نہیں ہے بلکہ یہ ہمارے بنیادی دینی فرائض میں شامل ہے۔

اب ہم اپنے موضوع کے دوسرے حصے کی طرف آتے ہیں۔ یعنی انقلابی جدوجہد میں دعوت و تبلیغ کی خصوصی اہمیت!

2۔ انقلابی جدوجہد میں دعوت کی خصوصی اہمیت

اس ضمن میں بھی پہلے ہمیں مختصراً یہ جائزہ لینا ہو گا کہ کسی بھی انقلابی جدوجہد میں دعوت و تبلیغ یعنی اپنے نظریے کی اشاعت اور اس کے پرچار کی کیا اہمیت ہوتی ہے اور پھر ہم یہ دیکھیں گے کہ انقلاب محمدی ﷺ یا انقلاب اسلامی میں اس کی خصوصی اہمیت کیا ہے!

جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں ہر انقلابی جدوجہد بالعموم چھ مراحل سے گزرتی ہے۔ اگرچہ انقلابی مراحل کا یہ تصور ہم نے سیرت نبویؐ سے اخذ کیا ہے لیکن یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ کسی بھی انقلاب کے خواہ وہ کمیونسٹ انقلاب ہو یا فرانس کا، کسے باشد، یہی چھ مراحل ہوتے ہیں۔ یعنی (1) دعوت (2) تنظیم (3) تربیت (4) صبر محض (5) اقدام اور (6) مسلح تصادم۔ ان چھ مراحل سے گزر کر اگر انقلاب کامیابی سے ہمکنار ہو جائے تو پھر توسیع انقلاب کا مرحلہ آتا ہے، جسے آپ ساتواں مرحلہ شمار کر سکتے ہیں۔

ان انقلابی مراحل میں دعوت کا مرحلہ سب سے مقدم ہے۔ ہر انقلاب کی بنیاد میں کوئی انقلابی نظریہ کارفرما ہوتا ہے۔ اس کی دعوت و تشہیر سے انقلابی جدوجہد کی راہ ہموار ہوتی ہے۔ یہ وہ پہلی سیڑھی ہے کہ اسے نظر انداز کر کے کوئی انقلابی جدوجہد آگے نہیں بڑھ سکتی۔ اس لیے کہ باقی تمام مراحل کا انحصار اسی ایک مرحلے پر ہے۔ دعوت ہی کے ذریعے وہ افراد میسر آئیں گے جنہیں آپ تنظیم و تربیت کے مراحل سے گزار کر ان کے ذریعے ایک انقلابی جماعت تشکیل دے سکیں گے۔ اقدام اور مسلح تصادم کی نوبت تو بہت بعد میں آئے گی۔ مارکس کی فکر کو پھیلانے اور عام کرنے والے اگر فعال کارکن موجود نہ ہوتے تو کمیونسٹ انقلاب کی طرف ہرگز کوئی پیش قدمی ممکن نہ ہوتی۔

نبی اکرم ﷺ کی سیرت مطہرہ کی طرف جب ہم رجوع کرتے ہیں تو آپؐ کی انقلابی جدوجہد کا نقطۂ آغاز بھی دعوت کا مرحلہ تھا۔ آپؐ کی سیرت میں تو ہمیں اس مرحلے کے تفصیلی خطوط ملتے ہیں اور اس میں ہمارے لیے رہنمائی کا وافر سامان موجود ہے۔

بالکل آغاز ہی میں ﴿يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ① قُمْ فَاَنْذِرْ ② وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ③﴾ ''اے (محمدؐ) جو کپڑا لپیٹے ہو، اُٹھو اور ڈراؤ یا خبردار کرو اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کرو''، کے اجمالی حکم کے بعد دعوت کے سلسلے میں سب سے پہلا تفصیلی حکم یہ آیا ﴿وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ﴾ (الشعراء:214) ''خبردار کرو اپنے قریبی رشتہ داروں کو'' یہ گویا دعوت کے مرحلے کا پہلا قدم ہے۔ پھر حکم ہوا ﴿فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۝﴾ (الحجر:94) یعنی ''خوب کھول کر سنا دو جس کا تمہیں حکم ہوا اور مشرکوں کی پرواہ مت کرو''۔ اب آپؐ کی دعوت رشتہ داروں کی حدود سے نکل کر پورے مکے پر محیط ہو جاتی ہے۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ انقلابی جدوجہد کے اس ابتدائی مرحلے میں نبی اکرم ﷺ پر ایمان لانے والا ہر شخص خود داعی بن جاتا ہے۔ حالانکہ ابتدائی مکی سورتوں میں ایسا کوئی حکم نہیں ملتا جس کی رو سے عام مسلمانوں کے لیے بھی دعوت و تبلیغ کو ضروری قرار دیا گیا ہو۔ لیکن امر واقعہ یہی ہے کہ جو شخص بھی ایمان قبول کرتا خود داعی اور مبلغ بن جاتا تھا۔ یہ دراصل اس انقلابی مرحلے کا فطری تقاضا تھا جسے ہر شخص محسوس کرتا اور اس کام میں ہمہ تن مشغول ہو جاتا تھا۔ اگر یہ دعوتی کام نہ ہوتا تو اگلے مراحل کا امکان ہی پیدا نہ ہوتا۔

معلوم ہوا کہ ہر انقلابی جدوجہد کا یہ وہ ناگزیر مرحلہ ہے کہ جس کے بغیر کسی بھی انقلابی تحریک کا کامیابی سے ہمکنار ہونا تو دور کی بات اس وادی میں دو قدم چلنا بھی ناممکن ہے۔

اب میں اپنی گفتگو کے آخری حصے کی طرف آ رہا ہوں اور وہ یہ کہ انقلاب محمدی یا اسلامی انقلاب کی خاطر جدوجہد کرنے والے افراد کے لیے دعوت و تبلیغ کے اس مرحلے کی خصوصی اہمیت کیا ہے!

ایک اسلامی انقلابی جماعت کے کارکن کے لیے جن اوصاف سے متصف ہونا اور جن ہتھیاروں سے مسلح ہونا ضروری ہے اُن میں ایک ہے ایمان اور دوسرا ہے عمل صالح۔ اگر ایمان اور عمل صالح کی تھوڑی بہت پونجی انسان کے پاس نہیں ہے تو اول تو وہ اس راہ کی طرف آئے گا نہیں اور اگر آیا بھی تو ﴿اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ﴾ کی عملی تصویر بن کر رہ جائے گا اور اپنے کردار سے اس اسلامی انقلابی جماعت کو بدنام کرنے کا باعث بنے گا۔

لیکن اس مفروضے سے قطع نظر کہ کوئی ایمان اور

عمل صالح کی پونجی کے بغیر بھی اس راہ میں قدم رکھ سکتا ہے، یہ امر واقعہ ہے کہ جو شخص بھی خلوص کے ساتھ کسی انقلاب اسلامی کی جدوجہد میں شریک ہوتا ہے، وہ ایمان اور عمل صالح کی کچھ نہ کچھ پونجی لے کر آتا ہے۔ اس پونجی کے بغیر اسلامی انقلابی جدوجہد ہرگز آگے نہیں بڑھ سکتی۔ یہ خصوصی معاملہ صرف اسلامی انقلاب کا ہے، دیگر کسی انقلاب کے لیے یہ شرط مفروض کرنا ضروری نہیں ہے۔

لیکن ایک عجیب اور قابل غور بات یہ ہے کہ ایمان اور عمل صالح کی اس پونجی میں اضافے کا سب سے مؤثر اور سنت رسول ﷺ سے قریب تر طریقہ یہ ہے کہ انسان دعوت و تبلیغ کا کام شروع کر دے۔ اس عمل کا دوطرفہ نتیجہ ظاہر ہوگا۔ ایک طرف تو اس انقلابی جدوجہد کی رفتار میں اضافہ ہوگا۔ دوسری طرف اگر انسان فی الواقع مخلص ہے تو نہ صرف یہ کہ اس کے ایمان میں بتدریج اضافہ ہوتا چلا جائے گا بلکہ اس کے اعمال کی اصلاح بھی ساتھ ہی ساتھ ہوتی چلی جائے گی۔ اس لیے کہ دعوت کے نتیجے میں لوگوں کے طعنے سننے پڑیں گے۔ استہزاء کا سامنا ہوگا۔ مختلف حوالوں سے داعی کا قافیۂ حیات تنگ کرنے کی کوشش کی جائے گی اور اس کے نتیجے کے طور پر از خود اللہ کی طرف رجوع بڑھے گا۔ ((اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ اَشْکُوْا ضُعْفَ قُوَّتِیْ وَقِلَّۃَ حِیْلَتِیْ وَھَوَانِیْ عَلَی النَّاسِ)).... ''اے اللہ (کہاں جاؤں، کہاں فریاد کروں) تیری ہی جناب میں فریاد لے کر آیا ہوں اپنی قوت کی کمی اور اپنے وسائل و ذرائع کی کمی اور لوگوں میں جو رسوائی ہو رہی ہے اُس کی'' والی کیفیت پیدا ہوگی اللہ کے ساتھ چمٹنے کی کیفیت بڑھ جائے گی۔ گویا راہِ حق میں پیش آنے والی ابتلائیں اور آزمائشیں انسان کے ایمان میں اضافے کا موجب بن جائیں گی۔ سورۃ الاحزاب کی یہ آیت اس پر نص قاطع ہے۔

﴿وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا ھٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَصَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ ۡ وَمَا زَادَھُمْ اِلَّآ اِیْمَانًا وَّتَسْلِیْمًا ﴿۲۲﴾﴾

''اور جب مومنوں نے (کافروں کے) لشکر کو دیکھا تو کہنے لگے یہ وہی ہے جس کا اللہ اور اس کے پیغمبرؐ نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور اللہ اور اس کے پیغمبرؐ نے سچ کہا تھا اور اس سے ان کا ایمان اور اطاعت اور زیادہ ہوگئی۔''

ایمان میں اضافہ عمل صالح کی راہ ہموار کرے گا اور ویسے بھی جب انسان دوسروں کو دعوت دے گا تو دوسرے لوگ اس پر نکتہ چینی کر کے اس کی عملی خامیوں کی نشاندھی کریں گے اور اگر وہ واقعتاً مخلص ہوا تو لامحالہ اپنے اعمال کی اصلاح کرے گا۔

اور اس طرح دعوت و تبلیغ کے نتیجے میں انسان کے ایمان اور عمل صالح کی پونجی میں اضافہ ہوگا اور یہ اضافہ اس انقلابی جدوجہد کو سر کرنے کا باعث بنے گا۔ یہ ہے انقلابی جدوجہد میں دعوت و تبلیغ کی وہ خصوصی اہمیت جس پر ہمیں خصوصی توجہ دینی چاہیے۔

اَقُوْلُ قَوْلِیْ ھٰذَا وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ لِیْ وَلَکُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

☆☆☆

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(01 تا 07 اگست 2019ء)

جمعرات (یکم اگست) کو صبح 9 بجے ''دارالاسلام'' (مرکز تنظیم اسلامی) میں تحریک خلافت پاکستان کی مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس کی صدارت کی۔ بعد ازاں اسی مقام پر تنظیم اسلامی کی مرکزی مجلس عاملہ کے ہفتہ وار اجلاس میں بھی شرکت کی، جو ظہر تک جاری رہا۔ جمعہ (02 اگست) کو قرآن اکیڈمی میں ضروری دفتری امور نمٹانے کے علاوہ مرکزی ناظم نشر و اشاعت کی مشاورت سے پریس ریلیز مرتب کیا۔ ہفتہ (03 اگست) کو قرآن اکیڈمی میں معمول کی مصروفیات کے ساتھ اتوار کو ہونے والے سیمینار کے لیے بطور صدرِ مجلس اپنے خطاب کے نکات کو بھی حتمی شکل دی۔

اتوار (04 اگست) کو صبح 10:30 بجے قرآن آڈیٹوریم میں تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام منعقدہ سیمینار بعنوان ''پاکستان: عالم اسلام کی امیدوں کا مرکز! کیسے؟'' کی صدارت کی۔ پروگرام کے آخر میں شرکاء اور مقررین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے سیمینار کے موضوع کی مناسبت سے اپنے خیالات کا قدرے تفصیل کے ساتھ اظہار کیا۔ یہ سیمینار دوپہر 1 بجے تک جاری رہا۔ بعد نمازِ ظہر قرآن آڈیٹوریم ہی میں تنظیم اسلامی کی میزبانی میں دینی جرائد کے مدیران اور پبلشرز کے ایک ملک گیر اجلاس میں بحیثیت صدرِ مجلس شرکت کی، جو ملی یکجہتی کونسل کے تحت بلایا گیا تھا۔ مختلف مقررین نے ملک میں اسلامی اقدار کے احیاء اور اسلامی تعلیمات کے عملی نفاذ کی جدوجہد میں دینی صحافت کی اہمیت پر اظہارِ خیال کیا۔ آخر میں امیر تنظیم نے صدارتی کلمات ادا کرتے ہوئے ملک میں نفاذِ شریعت اور اقامتِ دین کی اہمیت کو جامعیت کے ساتھ اجاگر کیا اور شرکاءِ مجلس پر واضح کیا کہ اگر ہم نے پاکستان میں اللہ کے دین کو قائم و نافذ کرنے کو اپنی ترجیح اول نہ بنایا تو پاکستان کی بقا اور سلامتی کے حوالے سے سقوطِ ڈھاکہ جیسا کوئی عذاب ہم پر دوبارہ بھی مسلط ہو سکتا ہے۔ یہ نشست نمازِ عصر تک جاری رہی۔ اس موقع پر ضیافت کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔

سوموار (05 اگست) کو قرآن اکیڈمی میں ضروری دفتری امور نمٹائے اور روزنامہ ''نوائے وقت'' میں اشاعت کے لیے تحریری انٹرویو مرتب کیا۔ منگل (06 اگست) کو ''دارالاسلام'' (مرکز تنظیم اسلامی) میں مرکزی مجلس عاملہ کے ایک خصوصی اجلاس میں شرکت کی۔ بدھ (07 اگست) کو دن 11 بجے قرآن اکیڈمی میں حلقہ لاہور غربی کی مقامی تنظیم واپڈا ٹاؤن کے امیر جناب فاروق احمد لندن میں مقیم اپنے بیٹے اویس احمد کے ہمراہ ملاقات کے لیے تشریف لائے۔ اس موقع پر جناب اویس احمد نے تنظیم اسلامی میں شمولیت اختیار کرتے ہوئے بیعت فارم پُر کیا۔ لندن میں تنظیم اسلامی کی سرگرمیوں کے حوالے سے بھی گفتگو رہی۔ بعد نمازِ عصر قرآن اکیڈمی ہی میں جناب مختار حسین فاروقی کے بیٹے جناب عبداللہ ابراہیم نے امریکہ سے آئے اپنے ایک دوست کے ہمراہ امیر محترم سے ملاقات کی۔ (مرتب: محمد خلیق)

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

خطاب بہ جاوید

16

سخنے بہ نژادِ نو
نئی نسل سے کچھ باتیں

54 علم جز شرحِ مقاماتِ تو نیست ۔ علم جز تفسیر آیات تو نیست!

(مکتب کی حقیقی تعلیم یعنی) علم کا حصول انسانی کمالات و مقامات کی شرح (اور مزید تحقیق وجستجو) کے سوا کچھ نہیں اور علم صرف انسانی جان (میں پوشیدہ آیات انفسی اور خارج میں آفاقی) کی تفسیر (بیان) کے سوا کچھ نہیں

55 سوختن می باید اندر نارِ حس ۔ تا بدانی نقرۂ خود را ز مِس!

(علم حاصل کرکے) انسان کو اپنے احساسات (حواس خمسہ) کی آگ میں جلنا سیکھنا چاہیے تاکہ انسان کو اپنے اندر چاندی (نورانی وجود خودی) اور تانبے (خاکی وجود، جسم) کی پہچان ہو

56 علمِ حق اوّل حواس، آخر حضور
آخر او می نگنجد در شعور!

حقیقی علم وہ ہے جو (آج مکتب نہیں دے رہا) حواس (مشاہدہ) سے شروع ہوتا ہے اور (مزید غور وفکر کے بعد APPEARANCE سے REALITY تک پہنچ جاتا ہے) حضوری کی کیفیت (احسان) حاصل ہوجاتی ہے اس فکری سفر کا آخری حصہ وہ ہے جو شعوری طور پر (ناپ تول کر) سمجھا نہیں جاسکتا

54۔ یہ ٹھیک ہے کہ استاد معمارِ قوم ہوتا ہے اور استاد ہی قوموں کی تعمیر کرتا ہے۔ استاد ہی اپنے شاگردوں اور قوم کی اگلی نسل میں نظریاتی طور پر جذبہ عمل بیدار کرکے مستقبل کے چیلنجوں اور مہمات کے لیے نوجوانوں کو تیار کرتا ہے جس سے وہ عملی زندگی میں آمادۂ عمل ہوتے ہیں مگر افسوس اسی بات کا ہے اور رونا بھی اسی بات کا ہے کہ آج کے مغربی تعلیمی نصاب میں انسان کا تصور محض بندر سے ترقی یافتہ ایک حیوان سے زیادہ نہیں ہے (جس میں ضمیر، خودی، ع نکتۂ نُوری کہ نام او خودی ست، یا روح نام کی کسی چیز کا ذکر کرنا گویا 'دہشت گردی' کا مجرم بننا ہے) لہٰذا قصور استاد (یعنی معمار) کا کم اور مغربی صیہونی افکار کی نارسائی کا زیادہ ہے کہ ان بے چاروں کا تصورِ انسان ہی یہی ہے اور حیوانی جبلتوں کے سوا ان کو انسان نظر ہی نہیں آتا اور ان کے اعصاب پر جنس اور عورت سوار ہے لہٰذا پورے کا پورے مغربی نظام تعلیم از زمین تا آسمان بدلنے کی ضرورت ہے۔ آکسفورڈ تعلیمی نصاب کے ساتھ قرآن مجید ناظرہ اور نماز یاد کرانے سے تبدیلی آنے کا تصور کرنا جنت الحمقاء میں بسنے کے مترادف ہے (ایک صدی کا تجربہ یہی ہے) خودی اور ضمیر کا اقرار ہو تو انسانی کمالات اور مقامات اور ہوں گے اور 'روح' کے تذکرہ سے انسان کے اندر اور باہر آیاتِ انفسی و آفاقی سمجھ میں آئیں گی۔

55۔ اے پسر! علم حاصل کرو یہ علم تجرباتی علوم پر مشتمل ہے مگر یہ یاد رکھو کہ یہی سب کچھ نہیں ہے اور نہ حرفِ آخر ہے۔ ان حواسِ خمسہ سے حاصل کردہ علوم کی آگ میں جلو، مزید غور وفکر کرو۔ انسان کے اندر ایسے علوم بھی ہیں جو حواسِ خمسہ کی پہنچ سے باہر ہیں مگر وہ ان کو محسوس کرسکتا ہے اس طرح اپنے باطن اور ضمیر کی روشنی میں مزید غور وفکر سے انسان کو اپنے اندر کے روحانی وجود کی علیحدہ دنیا کا احساس ہوتا ہے اور تجرباتی علوم کا دائرۂ کار الگ نظر آتا ہے۔ اسلام میں اس احساس کو 'ضمیر' کہتے ہیں انگریزی میں CONSCIENCE کہتے ہیں گویا باطنی دنیا بھی ایک دنیا ہے جہاں ساری SCIENCES جمع ہوجاتی ہیں تمام عقل ومنطق اس نقطۂ نوری کے آگے ہیچ ہیں۔

56۔ علم حق یعنی حقیقی علم وہ علم ہے جو حواسِ خمسہ کے ذریعے حاصل کردہ مشاہدہ ومعلومات پر غور وفکر سے حاصل ہوتا ہے یہی علم حق کی ابتداء ہے مگر آج کے مغربی علوم کے پالیسی سازوں نے ان تجرباتی علوم سے آگے قدم رکھنے سے انسانی شعور وجدان کو روک کر رکھا ہے اس کے آگے بند باندھ رکھا ہے جس سے یہ علوم اب ایک تازہ صحت بخش پانی کی قدرتی ندی کی بجائے ایک گندے رُکے ہوئے پانی کے گندے جوہڑ کی شکل اختیار کرگئے ہیں۔ علم بالحواس سے آگے انسانی شعور وجدان کو بڑھنے کا موقع دیا جائے تو انسان اپنے خالق و مالک کو پہچانتا ہے اور اس کے آگے 'حضوری' کی کیفیت (یعنی اپنے آپ کو رحیم و کریم ربّ کی براہِ راست مشفقانہ نگرانی) میں آجاتا ہے۔ انسان مشاہدہ سے حقیقت تک جاپہنچتا ہے 'حضوری' کی کیفیت کو حدیثِ پاک میں 'احسان' سے تعبیر کیا گیا ہے یہ ایک 'حُسن' ہے جہاں تک انسان کی رسائی ہوجاتی ہے۔ یہ درجہ انسانی شعور وجدان کا وہ درجہ جو شعوری طور پر ناپ تول میں نہیں آسکتا۔

بھارت سمجھتا ہے کہ کشمیر کے مسئلے کو مستقبل بعید میں حل کیے بغیر گزارہ نہیں ہے ورنہ انڈیا میں اور مسائل پیدا ہو جائیں گے: ایوب بیگ مرزا

امریکہ طالبان براہ راست مذاکرات سے افغان کٹھ پتلی حکومت کی حیثیت خاک میں مل گئی ہے جس کا غصہ وہ افغان بارڈر پر نکال رہے ہیں: رضاء الحق

اس وقت شر کی طاقتیں دنیا پر حاوی ہیں۔ لگتا یہی ہے کہ وہ مزید حاوی ہوں گی تاوقتیکہ دجال آئے گا اور پھر آخری معرکہ ہوگا: آصف حمید

امریکہ کی پاکستان کے لیے نئی حکمت عملی کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: آصف حمید

سوال: وزیراعظم امریکہ کے دورے سے واپس آ چکے ہیں وہاں اُن کا پُرجوش استقبال ہوا۔ سوال یہ ہے کہ پاکستان عملی طور پر کیا ٹھوس فوائد حاصل کر سکے گا؟

ایوب بیگ مرزا: ایک ضرب المثل ہے ”مطلب کے وقت گدھے کو باپ بنا لینا“۔ امریکہ پر یہ ضرب المثل بالکل صادق آتی ہے۔ امریکہ کو جب مفادات ہوں تو وہ واقعتاً گدھے کو باپ بنا لیتا ہے۔ ویسے بھی ان کی ایک پارٹی کا نشان گدھا ہے۔ یعنی جب مفادات ہوں تو وہ کمزور کے بھی پاؤں پڑ جاتا ہے اور جب اس کا مفاد نہ ہو تو اسی کمزور کو لات رسید کر دیتا ہے۔ بقول ہنری کسنجر امریکہ کی دوستی اس کی دشمنی سے زیادہ خطرناک ہے۔ وزیراعظم دورہ مکمل کر کے واپس آ گئے ہیں۔ اب ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ امریکہ اس دورے کے حوالے سے کیا کرے گا اور ہمیں اپنے مفادات کا تحفظ کس طرح کرنا ہے۔ اس دورے میں جس طرح انہوں نے عمران خان کو بڑا پروٹوکول دیا اگرچہ یہ ان کا اپنا مفاد حاصل کرنے کے لیے ایک انداز ہے لیکن اللہ نے عقل ہمیں بھی دی ہوئی ہے اور اسے ہمیں استعمال کرنا چاہیے۔ عقل کا تقاضا یہ ہے کہ ہمیں امریکہ کو بالکل کورا جواب بھی نہیں دینا چاہیے کہ ہم تمہاری کوئی بات سننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ یہ بھی غلط ہے۔ دوسری طرف ہم اپنے مفادات اور اس خطے کے مفادات کو بھول کر امریکہ کی کوئی بات مان لیں تو وہ بھی غلط ہے۔ ہمیں اس وقت چین کی مثال کو سامنے رکھ کر امریکہ کے ساتھ اپنے تعلقات بنانے چاہئیں۔ جس طرح چین امریکہ کو ڈیل کرتا ہے ہمیں بھی وہی حکمت عملی اختیار کرنی چاہیے۔ اگرچہ ایک فرق تو ہے کہ چین ایک بڑی معاشی طاقت ہے جو کہ ہر لحاظ سے مضبوط اور مستحکم ہے۔ جبکہ اس کے مقابلے میں پاکستان ایک غریب پسماندہ ملک ہے۔ چین کی حکمت عملی یہ ہے کہ امریکہ سے تعلقات رکھو اور جو اس سے فائدے اٹھا سکتے ہیں، اٹھائیں اور اسی طرح اپنی ملت کو نقصان دیے بغیر کوئی فائدہ دے سکتے ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن ان کو کوئی ایسا فائدہ پہنچانا، ان کے لیے کوئی ایسا کام کرنا جس سے پاکستان کی سلامتی، مسلمانوں کے عقائد یا خطے کے دوسرے ممالک کے مفادات کو کوئی

مرتب: محمد رفیق چودھری

نقصان پہنچے، بالخصوص افغانستان اور افغان طالبان کے مفادات کو نقصان پہنچے، یہ ٹھیک نہیں ہوگا۔ البتہ امریکہ سے ایسے فوائد ضرور حاصل کریں جن سے اپنا تحفظ ہو۔ مثال کے طور پر اگر اس نے کہا ہے کہ ہم آپ کے ایف-16 طیاروں کی مرمت کر دیتے ہیں، جس کے لیے ہم پندرہ سال سے اس کی منتیں کر رہے تھے، تو یہ کرا لیں۔ اسی طرح امریکہ نے کولیشن سپورٹ فنڈ کی رقم روکی ہوئی ہے وہ وصول کر لیں۔ کیونکہ وہ قرض نہیں بلکہ وہ ہمارا حق ہے۔ ایسے مفادات حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن افغان طالبان کے معاملے میں سب سے زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ ہمیں انہیں ایسی کوئی یقین دہانی نہیں کرا دینی چاہیے جو افغان طالبان سے ہم نہ منوا سکیں۔ اس لیے کہ افغان طالبان کا دو چیزوں کے بارے میں فیصلہ اٹل ہے۔ ایک یہ کہ افغانستان میں غیر ملکی افواج کے انخلاء پر کوئی سمجھوتہ نہیں ہوگا، دوسرا وہ افغانستان میں کسی سیکولر طرز کی حکومت کے ساتھ اشتراک کے لیے ہرگز تیار نہیں ہیں۔ ان دونوں باتوں کے حوالے سے ہمیں ان پر کوئی پریشر نہیں ڈالنا چاہیے۔ لیکن اس سے کمتر پر اگر دو فریقوں میں صلح ہو سکتی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اب ہمیں اس حکمت عملی کے ساتھ آگے بڑھنا ہوگا۔ خاص طور پر ایک بات کہنا چاہوں گا کہ اگر کوئی مسلمان کے بنیادی عقائد کے خلاف کوئی بات کرے تو اس کو زور سے شٹ اپ کہنا چاہیے۔

سوال: امریکہ ایران کشیدگی، قادیانیوں یا طالبان کے حوالے سے امریکہ ہمیں استعمال کر سکتا ہے ؟

ایوب بیگ مرزا: جیسے ہمارے ایران کے ساتھ تعلقات ہیں اس سے کہیں بہتر اور دوستانہ تعلقات امریکہ کے ایران کے ساتھ ہیں۔ لہٰذا وہ ہمیں بگاڑ کے لیے نہیں کہے گا کیونکہ امریکہ ایران کا خفیہ دوست ہے۔ جہاں تک قادیانیوں کا معاملہ ہے تو جس طرح وزیراعظم عمران خان نے او آئی سی کے اجلاس میں واشگاف الفاظ میں یہودیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا کہ جس طرح آپ ہولوکاسٹ کے حوالے سے کسی کی بری رائے کو برا سمجھتے ہیں اسی طرح اس سے کہیں بڑھ کر ہمارا عقیدہ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں ہے۔ لہٰذا جب ایک آدمی عالمی فورم پر یہ کہہ چکا ہو تو اس کے لیے اس سے پیچھے ہٹنا بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا قادیانیوں کے حوالے سے بھی مجھے کوئی خدشہ نہیں ہے کہ وہ اس ملک میں کسی قسم کی کوئی پیش رفت کر سکیں گے۔ اصل میں وہ اس قسم کے دعوے صرف اپنے کارکنوں کا حوصلہ بڑھانے کے لیے کرتے ہیں لیکن ہم ان کی اس چال کو سمجھتے نہیں اور ہم بار بار تشویش کا اظہار کرتے ہیں کہ کہیں 73 کا آئین منسوخ نہ ہو جائے، کہیں قادیانی یہ نہ کر جائیں وغیرہ۔ میں کہتا ہوں کہ قادیانی کچھ نہیں کر سکیں گے۔ ان شاء اللہ!

سوال: امریکہ سے وزیراعظم کی واپسی کے فوراً بعد

افغان سرحد پار سے پاکستانی فوجیوں پر حملہ اور دس کو شہید کر دینا، افغانستان کا پاکستان کو کیا پیغام ہے؟

رضاء الحق: افغان سرحد پار سے پاکستان پر حملہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ اصل میں امریکہ کے طالبان سے براہِ راست مذاکرات سے افغان کٹھ پتلی حکومت کی حیثیت خاک میں مل گئی ہے اور ان مذاکرات کے نتائج بھی افغان حکومت اور انڈیا دونوں کے لیے مایوس کن ہیں۔ انڈیا تو پہلے ہی کہہ چکا ہے کہ مجھے تو اس معاملے سے باہر رکھا گیا ہے۔ ایک بات نوٹ کرلیں کہ انڈیا یا افغانستان کی سرحد سے جو بھی حملہ ہوگا وہ عالمی اسٹیبلشمنٹ کی مرضی کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ اسرائیل، امریکہ اور انڈیا کا اتحاد ثلاثہ اس میں ملوث ہوتا ہے۔ اصل میں انٹرنیشنل افیئرز پس پردہ طاقتیں اپنے تئیں چلا رہی ہوتی ہیں۔ ہم مسلمانوں کا موقف یہ ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی مرضی سے چلتی ہے سچ یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق بہت سارے عوامل دنیا میں ایک ساتھ ہو رہے ہوتے ہیں۔ 1917ء میں برطانوی وزیر خارجہ لارڈ بالفورڈ نے اس بنیاد پر یہ بالفورڈ ڈکلیریشن سائن کیا تھا کہ تاج برطانیہ کا یہ مشن تھا کہ یروشلم میں یہودیوں کو آباد کروائے گا۔ اس کے بعد اس نے لارڈ روتھز چائلڈ کو خط لکھا کہ ہم نے اسرائیلی ریاست بنانے کا پروگرام بنا لیا ہے اور کچھ ہی عرصہ بعد قائم ہو جائے گی۔ روتھز چائلڈ اس گلوبل ڈیپ سٹیٹ کا ممبر تھا۔ یہ گلوبل ڈیپ سٹیٹ ایک پلاننگ کے ساتھ بنائی گئی ہے کیونکہ اس کا ورلڈ domination میں ایک رول ہے اور اسی کے تحت یہ جمہوریت اور سرمایہ دارانہ نظام کو لے کر آئے اور دنیا کی حکومتوں پر قبضہ کیا۔ آغاز میں یہ چند خاندان تھے لیکن پھر ان کے ساتھ صیہونی، evangelist عیسائی اور جنگی جنون میں مبتلا نیوکانز شامل ہوگئے۔ انڈیا کی ڈیپ سٹیٹ میں ہندوتوا کا نظریہ بہت زیادہ اہم کردار ادا کرتا ہے اور اسی نعرے کی بنیاد پر وہاں الیکشن جیتے جاتے ہیں کیونکہ اس نعرے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہم یہاں پر ہندوازم کو غالب کریں گے۔ امریکہ میں الیکشن جیتنے کے لیے racism کا نعرہ لگانا پڑتا تھا جو ٹرمپ نے بھی لگایا تھا۔ یعنی ہم دوبارہ امریکن نیشنلزم کو لے کر آئیں گے۔ پچھلے دنوں عالمی قوتوں نے ڈیل آف دی سنچری کے نام سے ایک معاہدہ کیا اس کے تحت اب چیزیں سامنے آرہی ہیں۔ ڈونلڈ ٹرمپ کے یہودی داماد جیرڈ کشنر نے کہا ہے کہ یروشلم میں زیادہ سے زیادہ سفارت خانے قائم کیے جائیں گے اور فلسطینیوں کو یہاں سے نکال کر جورڈن میں آباد کیا جائے گا۔ اسی پس منظر میں آپ افغانستان کو دیکھیں کہ وہ پاکستان میں جو کچھ کر رہا ہے وہ اپنے تئیں نہیں کر رہا بلکہ ان کے پیچھے بھی عالمی ہاتھ ہے۔ افغان حکومت تو ان کی آلۂ کار ہے ہی لیکن انڈیا اور ایران کی سپورٹ کے ساتھ وہاں کئی دوسری فورسز بھی بنائی گئی ہیں۔ وہاں پر داعش کھڑی کی گئی لیکن وہ اب ختم ہو چکی ہے۔ اسی طرح تقریباً چھ ہزار کے قریب افریقی بلیک واٹر کے لوگ لائے گئے تھے وہ بھی تقریباً ختم ہو چکے ہوئے ہیں۔ گویا عالمی طاقتوں کا کھیل بری طرح ناکام ہو رہا ہے جس کا غصہ اب پاکستان پر نکالا جا رہا ہے۔ کیونکہ اگر امریکہ وہاں سے نکلتا ہے تو افغان حکومت جو صرف کابل تک محدود ہے وہ طالبان کے سامنے ٹھہر نہیں سکے گی اور اس کے ساتھ ہی انڈیا بھی آؤٹ ہو جائے گا۔ لہٰذا یہ سارے واقعات ایک

> صیہونی اور عیسائی دنیا یہ چاہ رہی ہے کہ گریٹر اسرائیل منصوبہ جلد پایۂ تکمیل کو پہنچے اور تھرڈ ٹمپل تعمیر ہوتا کہ ان کا وہ مسایاح وہاں بیٹھ کر دنیا پر حکومت کرے جس کا وہ دو ہزار سال سے انتظار کر رہے ہیں۔

نئی لہر کی صورت میں سامنے آئے ہیں جن کا مقصد یہی ہے کہ پاکستان کو اندر سے غیر مستحکم کیا جائے۔ اس کا دوسرا مقصد یہ ہوسکتا ہے کہ آزاد بلوچستان کا قیام عمل میں لایا جائے جو ان کا پرانا منصوبہ ہے۔ اسی وجہ سے بلوچستان میں یہ واقعات زیادہ ہو رہے ہیں۔ اسی طرح ان کا پلان فری کشمیر بنانے کا بھی ہے۔

ایوب بیگ مرزا: ایک عرصہ سے دنیا کا چلن کچھ اس طرح کا ہے کہ جب بھی کوئی دو فریق افہام وتفہیم کی طرف آتے ہیں تو اس طرف بڑھنے سے پہلے وہ اپنے جارحانہ طرزِ عمل میں اضافہ کرتے ہیں تاکہ ٹیبل پر زیادہ سے زیادہ مفادات حاصل کیے جاسکیں۔ افغان سرحد پر سے حملہ بھی اسی سٹریٹیجی کا حصہ ہے کہ ہم نے آپ سے جو باتیں کہی ہیں اگر ان پر عمل نہ ہوا تو دوسرا آپشن یہ بھی ہے۔ اس سے پاکستان کو پریشرائز کرنا مقصود ہے۔ اسی طرح کا معاملہ بھارت سرحد پر کر رہا ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ ٹرمپ نے کشمیر کے معاملے میں ثالثی کی پیشکش کی تھی اور ساتھ یہ بھی کہا تھا کہ مودی نے بھی مجھے کہا ہے۔ جب میں نے اس کی یہ بات سنی تو میرا فوری ردعمل یہی تھا کہ یہ غلط کہہ رہا ہے۔ مودی نے اس طرح کی کوئی بات نہیں کی ہوگی۔ ٹرمپ خود اس طرح کی یاوہ گوئی اکثر کرتا رہتا ہے۔ اس کی اس بات کی انڈین وزارت خارجہ و داخلہ نے تردید کی لیکن مودی نے تردید نہیں کی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مودی نے اس سے یہ بات کہی ہوگی۔ میری رائے میں امریکہ اس خطے میں وقتی طور پر کچھ دیر کے لیے امن دینا چاہتا ہے کیونکہ وہ چاہتا ہے کہ گریٹر اسرائیل کے منصوبے کو آگے بڑھانے کے لیے یہ خطہ وقتی طور پر امن میں رہے تاکہ وہ اپنی ساری توجہ مشرق وسطیٰ پر فوکس کر سکے اور وہیں تباہی لائے گا جو لاتا نظر آرہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بھارت سمجھتا ہے کہ کشمیر کے مسئلے کو مستقبل بعید میں حل کیے بغیر گزارہ نہیں ہے ورنہ انڈیا میں اور مسائل پیدا ہوجائیں گے۔ ان واقعات کا مقصد یہی ہے کہ پاکستان کو یہ باور کرایا جائے کہ وہ ہمارے مفادات کو اہمیت دے ورنہ ہم اس کے خلاف کوئی سخت اقدام بھی کر سکتے ہیں۔ یعنی جو کچھ بھی ہوگا اس میں امریکہ اور بھارت کو زیادہ حصہ ملے گا اور آپ کو نہیں ملے گا۔ یہ باور کرانے کے لیے ہتھکنڈے ہیں جو استعمال کیے جاتے ہیں۔

سوال: ان حالات میں طالبان نے اپنا موقف کیوں سخت کیا ہے؟

رضاء الحق: مذاکرات کے اندر موقف سخت کیا جا سکتا ہے لیکن کوئی مذاکراتی عمل کامیاب صرف اُس وقت ہوتا ہے جب دونوں فریقوں کے مابین کچھ کامن گراؤنڈز ہوں۔ مثال کے طور پر اگر چین اور امریکہ کی تجارت کے اُوپر مذاکرات ہوتے ہیں تو وہاں کچھ لو اور کچھ دو کا فارمولا اپلائی ہوسکتا ہے کیونکہ وہاں پر کامن گراؤنڈز موجود ہیں۔ جبکہ کشمیر کا مسئلہ پاکستان اور انڈیا دونوں کے لیے نظریاتی مسئلہ بنا ہوا ہے جس کو دونوں چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اس کی مثالیں دیکھ سکتے ہیں کہ انڈیا وہاں آرٹیکل 370 اور 35-A ختم کرنے کے لیے تیار ہے اور مزید دس ہزار فوجی وہاں بھیج دیے ہیں۔ اس کے علاوہ آسام اور اُترپردیش میں بھی مسلمانوں کو زندہ جلایا جا رہا ہے۔ یہ نظریاتی جنگ ہے۔ یہی نظریاتی جنگ افغانستان میں طالبان اور افغان حکومت کے درمیان بھی نظر آرہی ہے۔ افغان حکومت کو افغان طالبان کسی صورت میں تسلیم نہیں کرتے۔ یہ بات انھوں نے دوحہ میں پہلے مذاکراتی دور میں کہی تھی۔ مذاکرات میں پاور ہمیشہ تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ ایک وقت تھا کہ امریکہ کا پلڑا افغانستان میں بھاری تھا۔ اس وقت وہ چاہتا تو مرضی کی شرائط پر افغان طالبان

سے مذاکرات کرسکتا تھا۔لیکن موجودہ صورتحال کچھ اور ہے۔کیونکہ افغان طالبان نے 2018-19ء میں علاقائی اور عوامی سطح پر بہت زیادہ کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ اشرف غنی نے خود کہا ہے ہمارے تیس ہزار فوجی انھوں نے مارے ہیں۔تقریباً چار ہزار اتحادی افواج کے ٹینکس اور 27 ڈرونز طالبان تباہ کر چکے ہیں۔یہ طالبان کی اپنی رپورٹ نہیں ہے بلکہ انٹرنیشنل رپورٹ یہ کہہ رہی ہے۔لہٰذا طالبان اس وقت مذاکرات میں اپر ہینڈ پوزیشن پر ہیں۔ وہ کیوں ایسی شرائط پر مذاکرات کریں گے جو ان کے بنیادی نظریات کے خلاف ہوں۔اس لیے ان کے مؤقف میں مزید شدت آئی ہے۔پچھلے اتوار کو انھوں نے اعلان کیا کہ ہم افغان حکومت سے مذاکرات نہیں کریں گے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ مذاکرات کبھی بھی کامیاب نہیں ہوں گے۔اس کی بنیادی وجہ نظریاتی بھی ہے لیکن دوسری وجہ یہ ہے کہ اس وقت روس اور چین کے لیے ایک سنہری موقع ہے کہ وہ افغان طالبان کی پشت پر رہ کر امریکہ کو سبق سکھا سکتے ہیں۔ان کی بڑی آرزو یہی تھی امریکہ اس خطہ سے نکل جائے اور طالبان نے ان کی یہ خواہش پوری کر دی ہے۔جس کی وجہ سے امریکہ کو اب یہاں سے graceful Exit نہیں مل رہا۔

ایوب بیگ مرزا: میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے میں پاکستان کو استعمال کرنے کی ایک بہت بڑی وجہ ہے۔ امریکہ پاکستان کو اس وجہ سے استعمال کر رہا ہے کیونکہ امریکہ نہیں چاہتا کہ میں جب افغانستان سے نکلوں تو یہ تاثر سامنے آئے کہ امریکہ شکست کھا کے نکل گیا۔یعنی اپنی بڑائی کا جو خناس دماغ میں ہے وہ نکل نہیں رہا۔ وہ چاہتا ہے کہ پاکستان افغان طالبان کو اس بات پر راضی کر لے کہ افغان طالبان اور افغان حکومت بیٹھ کر ایک فارمولہ طے کرلیں کہ افغانستان کی ریاست کو کیسے چلایا جائے گا۔ اس پر امریکہ کو جواز مل سکتا ہے میں افغانستان کا مسئلہ حل کر کے جا رہا ہوں۔ امریکہ کے اس وقت دو ہی مسئلے ہیں۔ ایک یہ کہ وہ اسرائیل کو مکمل طور پر عربوں پر حاوی کر دے اور دوسرا وہ سپر پاور کی حیثیت سے آئندہ صدی میں داخل ہو۔اس وجہ سے اس کی انا کا مسئلہ بنا ہوا ہے۔

سوال: اس وقت امریکہ، اسرائیل، افغان حکومت، طالبان، انڈیا، چین اور روس کا اپنا اپنا نقطہ نظر اور سٹریٹیجی ہے اس پوری صورت حال کو آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

آصف حمید: قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:
﴿وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴾ (54)
(آل عمران:54)''اب انہوں نے بھی چالیں چلیں اور اللہ نے بھی چال چلی۔اور اللہ تعالیٰ بہترین چال چلنے والا ہے۔''

یہ بات درست ہے کہ خیر وشر کا معرکہ آدم وابلیس سے ہی شروع ہوا اور اس نے اختتام تک پہنچنا ہے۔اس وقت شر کی طاقتیں دنیا پر حاوی ہیں۔لگتا یہی ہے کہ وہ مزید حاوی ہوں گی تاوقتیکہ دجال آئے گا اور پھر آخری معرکہ ہو گا۔حالات کشاں کشاں وہاں جا رہے ہیں لیکن مسلمان خوابِ غفلت میں پڑے ہوئے۔مسلمان اللہ کی حکمت عملی کو نہیں دیکھ رہے۔جنرل حمید گل مرحوم نے کہا تھا کہ نائن الیون بہانہ، افغانستان ٹھکانہ اور پاکستان نشانہ۔کیونکہ پاکستان ایک نیوکلیئر طاقت ہے جو امریکہ اور اسرائیل کو کھٹکتا ہے۔ افغانستان میں طالبان کے ساتھ اللہ کی مدد ہے۔ پھر

> اشرف غنی خود کہتا ہے کہ ہمارے 30 ہزار فوجی طالبان نے مارے ہیں۔اس کے علاوہ اتحادی افواج کے 400 ٹینکس اور 27 ڈرونز بھی طالبان تباہ کر چکے ہیں۔

پاکستان کی خفیہ مدد سے وہ آج اس پوزیشن پر پہنچ گئے ہیں کہ سپر پاور امریکہ بھی ان کے سامنے نہیں ٹھہر سکا۔اس وقت امریکہ کے ساتھ جو مذاکرات ہو رہے ہیں اس میں ان کی پوزیشن بہت مضبوط ہے۔یہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی مدد کا ہی نتیجہ ہے۔دوسری طرف گریٹر اسرائیل کا منصوبہ وقتی طور پر سافٹ انداز سے آگے بڑھ رہا ہے لیکن صیہونی اور عیسائی دنیا یہ چاہ رہی ہے کہ یہ منصوبہ جلد پایہ تکمیل کو پہنچے کیونکہ وہ اپنے مسایاح کے دو ہزار سال سے منتظر ہیں اور چاہتے ہیں کہ جلد تھرڈ ٹمپل تعمیر ہوتا کہ ان کا مسایاح وہاں بیٹھ کر حکومت کرے۔احادیث کے مطابق بھی ایسے ہی حالات ہونے والے ہیں، پھر ایک بڑی جنگ ہوگی، پھر دجال کا خروج ہوگا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔پھر دجال کا خاتمہ اور اسلام کا دوبارہ غلبہ ہوگا۔حالیہ جو واقعات ہو رہے ہیں اس کے مطابق مجھے یہ لگ رہا ہے کہ پاکستان کو ڈی نیوکلیئر لائز کرنا اور افغانستان میں اپنا تسلط مضبوط کرنا ہی وہ ٹاسک تھے جو امریکہ ابھی تک حاصل نہیں کر پایا۔اس میں ہمارا کوئی کمال ہو یا نہ ہو لیکن اللہ کی مشیت اور اللہ تعالیٰ کا فضل شامل ہے جو پاکستان کے ساتھ ہمیشہ ہوتا نظر آیا ہے۔بہرحال افغانستان میں آ کر امریکہ کمزور ہوا ہے جس کی وجہ سے وہاں یہودیوں کو تشویش ہوئی کہ اگر یہ مزید کمزور ہو گیا تو پھر یہ ہمارے پلان (گریٹر اسرائیل) کو حاصل نہیں کر سکے گا لہٰذا ہو سکتا ہے کہ وہ سوچ رہے ہوں کہ کسی طرح خیریت سے افغانستان سے باہر نکل آؤ اور اپنے آپ کو مشرق وسطیٰ کے اندر فوکس کرو۔

سوال: پاکستان اپنے قومی اور ملی مفادات کا کیسے تحفظ کرے؟

ایوب بیگ مرزا: اس میں کوئی حرج نہیں کہ ہم زمینی حقائق کے حوالے سے، مادی حوالے سے غور وفکر کریں اور پلاننگ کریں لیکن مسلمان کا اصل کام یہ ہونا چاہیے کہ وہ کسی ہدف کو حاصل کرنے کے لیے اپنی ذہنی و جسمانی صلاحیتوں کو بروئے کار لائے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اللہ سے مدد مانگے۔یعنی اللہ کی عبادات کرنا، اللہ سے دعا کرنا اور یہ سمجھنا کہ کام تو میرے کرنے کا ہے لیکن یہ تب ممکن ہے جب میرا اللہ میرے لیے راستہ کھولے گا۔جس طرح بیمار کو دوائی بھی لینی چاہیے اور اس کے ساتھ دعا بھی کرنی چاہیے کہ اللہ مجھے شفاء دے یعنی وہ صرف دوائی پہ بھروسا نہ کرے۔اسی طرح یہ بھی درست نہیں ہے کہ ہم بیٹھ کر صرف دعائیں کرتے رہیں اور عملی کام کچھ نہ کریں۔ بلکہ ہمیں زمینی حالات کو دیکھ کر اپنی عقل کے مطابق اقدامات بھی کرنے چاہئیں اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ سے دعا بھی کرنی چاہیے کہ اللہ ہمیں صحیح راستہ دکھا، ہمیں اس راستے پہ چلا جو تیری منشاء کے مطابق ہو، اور پھر اس کے لیے محنت کریں تب اللہ مدد کرے گا۔ہمیں اپنے مادی وسائل کو ہی برتنا پڑے گا۔سوال یہ ہے کہ ہم سٹریٹیجی کیسے بنائیں؟ کوئی عمارت اس وقت تک مستحکم نہیں ہوتی جب تک اس کی بنیادوں کے اوپر کام نہ کیا جائے۔ہمیں اپنی محنت اس چیز کو سامنے رکھ کر کرنی پڑے گی کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا تھا اور پاکستان کا استحکام، اور اس کی بقا اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک ہم اپنے اس نظریے کو عملی تعبیر نہ دے دیں اور پاکستان کو واقعتاً اسلامی فلاحی ریاست نہ بنا دیں اس وقت تک یہ ممکن نہیں ہے اور اللہ بھی تب ہی مدد کرے گا جب ہم اس راستے میں اپنے تمام وسائل اور اپنی عقل کو استعمال کریں گے۔ان شاء اللہ

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

نامِ زنگی کافور......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

نجانے کیا مجبوری ہے کہ آئے دن شہ سرخیوں میں 'ریاستِ مدینہ' کا جھنڈا لہراتے وزیراعظم نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ 'برعکس نہند نامِ زنگی کافور' والا معاملہ ہے۔ حبشی سیاہ فام کو (چٹا سفید) کافور کا نام دینا۔ سپین کی فتوحات کا ایک واقعہ یاد آ گیا۔ فاتح مسلم فوج کا ایک سپاہی حبشی تھا جو سپینیوں کے ہتھے چڑھ گیا۔ انہوں نے یہ سمجھ کر کہ یہ میلا کچیلا ہے (حبشی کبھی دیکھا نہ تھا) اسے صابن سے نہلا نہلا ہلکان ہوتے رہے۔ فرق نہ پڑا۔ یہاں بار بار 'ریاستِ مدینہ' کا چرچا کیا جانا ایسی صورت میں جب ڈھونڈے سے، خوردبین، دوربین، الیکٹرون مائیکروسکوپ سے دیکھ ماریئے دور دور کوئی مماثلت ادنیٰ ترین درجے میں بھی دکھائی نہیں دیتی۔ چہ معنی دارد؟ یہ بھی ایک ایجنڈا ہے کہ اسلامی اصطلاحات کو رگڑا جائے کہ وہ اپنی وقعت کھو دیں۔ جیسے صادق، امین کی اصطلاح کو ارکانِ پارلیمنٹ کے سیرت و کردار پر رکھ کر میلا کیا گیا۔ وہ صفات جو سیرتِ نبوی ﷺ سے منسوب تھیں، عظمتِ کردار کی وہ علامت جس پر بدترین دشمن بھی گواہ تھے انہیں اخبار ورسائل، میڈیا میں گھسیٹا گیا۔ ہم اذیت کے چرکے سہتے رہے۔ اتنا چرچا ہوا کہ صادق، امین کے ذکر پر کرپشن کی داغداری اور سیاسی لوٹا پن بچے بچے کو ذہن نشین ہو جائے۔

اب باری ہے 'ریاستِ مدینہ' کی۔ ریاستی سرکار کے ولی عہد، یہودی ننھیال کی گود میں پلیں اور یہ ریاستِ مدینہ ہو۔ اصلاً جس ریاست کے حکمران، سپہ سالار، مسجد نبوی کے امام، خود امام الانبیاء، خاتم الانبیاء ﷺ تھے (اس کا تو نام لیتے صاحبِ ایماں پر لرزہ طاری ہو!) اور بعد ازاں عالی شان ایمان کے کوہِ گراں خلفائے راشدین ہوئے؟ چہ نسبت......؟ وہاں تو حکمران ہی مرکزی مسجد کے امام ہوا کرتے تھے۔ یہاں تو عیدین پڑھتے بھی کبھی دیکھے نہ گئے۔ کسی بھی مسجد میں آمد کا تذکرہ ہی کیا، وہاں اقامتِ صلوٰۃ، ایتائے زکوٰۃ، سود سے پاک معیشت، قوانین الٰہی کا نفاذ، جہاد فی سبیل اللہ کے کم وبیش 67 مرتبہ لشکر کشی کرتے صحابہ، اختلاط سے پاک معاشرہ، پردہ حجاب کی پاکیزگی سے معطر ماحول، اشاعتِ فحش جرم......غرض 'ریاستِ مدینہ' کیا تھی سرتاسر قرآن وسنت، شریعت مجسم بر سرِ زمین تھی! رومن ایمپائر کے خلاف جنگ موتہ اور غزوہ تبوک تھا۔ (یہاں دورے کی خوشیاں!) کفار قریش، فتح مکہ سے زیر ہو چکے تھے۔ اگرچہ پیٹ پر فاقوں سے پتھر بندھے تھے مگر کفر سے دوستی، مدد طلبی، کشکول درازی کی جگہ باطل کا سر توڑا جا رہا تھا۔ یہاں جہاد، دہشت گردی ہے اور ہم عالمی کفری اتحاد کے شانہ بشانہ!

سیرت سے نابلد ہونے کی کوئی حد تو ہو! تاریخ اسلام، قرآن سے بے بہرہ ہونے کی کوئی انتہا تو ہو! وہ ریاست جو آئی ایم ایف کے ہاتھ گروی رکھ دی جائے عوام کے خون پسینے کے عوض۔ مہنگائی، بے روزگاری، خودکشیاں جس کی پہچان ہوں۔ قادیانی لا کر اہم ترین مناصب پر بٹھا دیئے جائیں۔ معیشت ان کی مٹھی میں ہو۔ (ریاستِ مدینہ کے خلیفۃ الرسول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مشکل ترین حالات میں پہلی بڑی جنگ جھوٹے نبی مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑی گئی۔ قیمتی ترین حافظ صحابہؓ نے جانیں قربان کیں!) یہاں جسے ریاستِ مدینہ کہا جا رہا ہے وہاں سلمان احمد جیسے گستاخ قرآن سٹیجوں پر ساز وآواز کے جادو جگائیں (تادیر پاکستان میں یہی ہوتا رہا۔ اب امریکہ دورے میں یہی مناظر دہرائے گئے) اور جوان لڑکیاں مخلوط اکٹھ میں بازو لہراتی نچھاور ہوتی رہیں۔ اسے ریاستِ مدینہ کہتے چلے جانا؟ اگر کالی سیاہ بھتنی کو حور بنا دکھایا جاتا رہے کہ جنت میں ایسی حوریں ملیں گی تو بہت سے جنت کی طلب والے دستبردار ہو جائیں گے۔ سو یہی کھیل 'ریاستِ مدینہ' کے نام کے ساتھ کھیلا جا رہا ہے۔

قرآن کے آئینے میں ہم آج کے معاشرے کی صورت دیکھیں تو وہ کچھ ایسی ہے کہ 'برائی کا حکم دیتے ہیں اور بھلائی سے منع کرتے ہیں اور اپنے ہاتھ خیر سے روکے رکھتے ہیں۔ یہ اللہ کو بھول گئے تو اللہ نے بھی انہیں بھلا دیا۔'' منکرات معروف بن چکے۔ معروف منکر ہو گیا۔ خیر پھیلانے والے، مسلمانوں کی فلاح وبہبود کے سارے ٹرسٹ، سارے فلاحی اداروں پر تالے۔ مشنری ادارے کھلے۔ معاشرے کے دبے پسے طبقے کے بچوں کو مفت تعلیم، رہائش، خوراک مہیا کرنے والے مدارس کی ہر وقت بہانے بہانے شامت۔ بکرے گائے کی کھال تک پر بندش کے پہرے، دینداروں کی کھالیں نوچ لینے کے درپے۔ ہم نے اللہ کو بھلا دیا۔ اللہ نے ہمیں بھلا کر IMF کے در کا بھکاری بنا دیا، سسکتا ہوا۔ بھارتی عفریت ہماری زمینوں کی زرخیزی کا پانی پی گیا۔ خونخوار امریکہ ہمیں ڈومور شکنجے میں جکڑ کر ڈکار گیا۔ بھارت کو (دورے کے بعد) زبردست جہازی پیکیج دیا۔ ہمیں صرف جہاز کے کل پرزوں پر ٹرخایا۔ وہ بھی یوں کہ نگرانی کو امریکی حکومت کے کل پرزے ہمہ وقت پہرے داری کریں گے ہماری۔

اس امریکی دورے کا زبردست خمار پی ٹی آئی کو چڑھا ہوا تھا۔ اسی خمار میں بھاری حماقت کر بیٹھے۔ وہ مضحکہ خیز حرکت یہ تھی کہ 78 سالہ بزرگ صاحب علم قلمکار عرفان صدیقی کو من گھڑت (بلکہ راتوں رات گھڑت) قانون کرایہ داری کی خلاف ورزی پر گھسیٹتے ہتھکڑیاں لگا کر آدھی رات کو بھاری چھاپہ مار انداز میں گرفتار کر کے لے گئے۔ بادی النظر میں اصل جرم، وجہ مخاصمت تو وہ قلم تھا جسے ہتھکڑی چڑھانا مقصود تھا، یعنی نواز شریف، مریم نواز کی تقاریر لکھنا۔ امریکہ میں وزیراعظم نے ملک میں آزادئ اظہار دینے کا فخریہ تذکرہ فرمایا تھا۔ تحریر وتقریر کی بے مثل آزادی پاکستان میں میسر ہے! اور واپس قدم رنجہ فرماتے ہی یہ حادثہ ہو گیا! ''نئی بات'' کے اشتہارات کی بندش اس پر مستزاد ہے! وہ تو سپیکر کے نوٹس لینے اور ڈانٹ ڈپٹ پر احکام واپس لیے گئے۔ ایسے آڑے وقتوں میں وزیراعظم اور معاون خصوصی فردوس عاشق اعوان یکا یک تجاہل عارفانہ سے کام لے کر اپنوں کو ڈانٹ ڈپٹ کرتے معاملہ سدھارا کرتے ہیں۔ سو کرنا پڑا اور کیا۔ خوف اور تذلیل کا ہتھیار عین وہی ہے جو نائن الیون سے آج تک ڈٹ کر استعمال ہوا۔ چادر چار دیواری کا تقدس پامال کر کے تہذیب، مروت، شرافت کی دھجیاں اتارنے کا یہ چلن ایک اور معزز انسان پر آزمایا گیا۔ منتقم مزاجی، درشتی، بداخلاقی، بدکلامی تو یوں بھی کنٹینری اپوزیشن سے آج تک جوں کی

توں ہے۔ حکومت مل جانے کے بعد اعلیٰ اخلاق، برداشت، تحمل، رواداری، شائستگی کی توقع بجا طور پر کی جاتی ہے۔ یہ گلی محلوں میں شیشہ توڑ، بلب توڑ، گریبان پھاڑ کرکٹ تو نہیں، حکمرانی ہے۔ اور وہ بھی بقول ان کے ریاست مدینہ کی! قوم بہت صبر سے ساری پٹرول گیس بجلی بموں کی بمباریاں سہ رہی ہے۔ مہلت دے رہی ہے۔ ایسے واقعات حکومت ہی کا دامن داغدار کرتے ہیں۔ عمر، مقام اور قلم کی حرمت پامال کرنا حکومت کو مہنگا پڑا۔

ادھر امریکہ نے ہمیں طالبان راضی کرنے کا بھاری بھرکم کام تھما دیا ہے۔ جلدی کریں۔ امریکہ کی زیادہ خواری بدحالی سے پہلے اس کے باعزت انخلا کا راستہ ہموار کردیں۔ افغان فوجی نے دو امریکی فوجی مار دیئے، چند کو زخمی کردیا۔ سرکس کے شیر کا اپنے ٹرینر پر حملہ کرکے مارنے کی ایک خبر ہم پڑھ چکے تھے۔ یہاں بھی کچھ ایسا ہی ہے! شیر تو بہرحال شیر ہی ہوتا ہے خواہ سرکس کے لیے ہی سدھا کیوں نہ لیا جائے۔ ایسے واقعات پہلے بھی ہوتے رہے۔

امریکہ نے مغرب کے ’مثالی طریق زندگی‘ کے تحفظ کے لیے یہ صلیبی جنگ (بش کے اعلان کے مطابق) شروع کی تھی، وہ اپنی منطقی انتہاؤں کو چھو رہی ہے۔ برلن میں بدلوگوں کی LBGT پیریڈ میں (بحر مردار کی شہریت والے) 6 لاکھ افراد نے شرکت کی۔ دوسری جانب ایک ماڈل الزبتھ نے 220 مردوں سے شادی کے لیے ملاقاتوں کے بعد بالآخر ایک کتے سے شادی (حقیقی کتا) کے لیے کیتھولک چرچ میں درخواست دی ہے۔ دلہا دلہن کا اگرچہ عمر کا فرق بہت زیادہ ہے۔ دلہن 49 سالہ اور دلہا 6 سال کا ہے۔ پناہ بخدا۔ یہ عین وہی ہے جس کا تذکرہ مولانا ابوالحسن علی ندویؒ نے فرمایا تھا: ’’مغرب ایک اخلاقی جذام میں مبتلا ہے۔ اب اس کی عفونت پورے ماحول (گلوب!) میں پھیلی ہوئی ہے۔ اس مرض جذام کا سبب اس کی جنسی بے راہ روی اور اخلاقی انارکی ہے جو بہیمیت و حیوانیت کی حدوں تک پہنچ گئی ہے۔‘‘ المیہ تو یہ ہے کہ یہ جدیدیت، ترقی پسندی، لبرلزم کے لبادے اوڑھے ہمارے نوجوانوں کو لپیٹ میں لینے لپکی چلی آرہی ہے۔ حکومتی ترجیحات میں تہذیب و اخلاق کا سدھار دور دور کہیں موجود نہیں۔ بگاڑ کے سارے اسباب حاضر ہیں۔ عوام کو روٹی پانی پٹرول کے تھپیڑوں میں سرگرداں رکھ کر انہیں اقدار کے غم سے بیگانہ کردیا ہے۔

❀❀❀

دعوت فکرِ اسلامی مہم

تنظیم اسلامی کا پیغام — نظامِ خلافت کا قیام

امیر محترم حافظ عاکف سعید ﷾ نے اپنے ویڈیو پیغام میں درج ذیل ہدایات دی تھیں ان کی خصوصی اہمیت کے پیشِ نظر اور رفقاء کی یاد دہانی کے لیے ان کا اعادہ کیا جا رہا ہے۔

1. پہلا اور اہم ترین کام یہ ہے کہ اپنے تنظیمی فکر کو ایک بار پھر تازہ کرنے کی خاطر بنیادی تنظیمی لٹریچر کا مطالعہ کریں۔
2. دعوت کو صرف مثبت انداز میں پیش کریں۔ کسی فرد، گروہ یا جماعت کی مخالفت میں کوئی بات نہ کریں۔
3. کوئی شخص اگر آپ کو سننے سے انکار کرتا ہے یا سننے کے بعد تنقید کرتا ہے یا طنز کے تیر برساتا ہے تب بھی آپ ’’اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ‘‘ پر عمل کرتے ہوئے اُس سے خوش اخلاقی سے پیش آئیں اور ہرگز کسی قسم کی ناراضگی کا اظہار نہ کریں۔
4. انفرادی یا اجتماعی دعوت کا کوئی ایسا طریقہ اختیار نہ کریں جس سے عوام کو تکلیف پہنچے۔ (مقامات یا اوقات کار کے حوالے سے)
5. فقہی مسائل پر گفتگو کرنے سے مکمل اجتناب کریں اور دعوتی گفتگو میں فرقہ وارانہ مباحث سے گریز کریں۔
6. عوامی اجتماعات میں ثقیل زبان اور غامض علمی اصطلاحات سے گریز کریں۔ ایسی باتیں لوگوں کو کنفیوز کردیتی ہیں۔
7. مہم کے دوران ہر حال میں سمع و طاعت کا مظاہرہ کریں۔ اگر کسی کو عارضی طور پر آپ کا امیر مقرر کیا گیا ہو تب بھی اُسی کی سنیں اور مانیں۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم نے اُس کی تائید و توفیق کے حوالے سے دعوتی مہم کا جو عزم کیا ہے، اللہ تعالیٰ اس کام میں ہماری مدد فرمائے اور ہماری مساعی کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

www.tanzeem.org

انقلابی دعوت وتربیت اوراس کا ذریعہ

ڈاکٹر اسرار احمدؒ
بانی تنظیم اسلامی

انقلابی جدوجہد میں دعوت کے ساتھ تربیت کا مرحلہ آتا ہے۔ اس کی اہمیت کو اکبر الٰہ آبادی نے بڑی خوبصورتی کے ساتھ اس شعر میں بیان کیا ہے ؎

تو خاک میں مل اور آگ میں جل جب خشت بنے تب کام چلے
اِن خام دلوں کے عنصر پر بنیاد نہ رکھ تعمیر نہ کر!

علامہ اقبال نے اکبر الٰہ آبادی کو اپنا مرشدِ معنوی مانا ہے۔ اسی حقیقت کو اقبال نے جس طرح ادا کیا ہے اس کی اپنی ایک شان ہے۔ فرمایا: ؎

خام ہے جب تک تو ہے مٹی کا اک انبار تو
پختہ ہو جائے تو ہے شمشیرِ بے زنہار تو!

اور علامہ کی فارسی شاعری میں یہ مضمون نقطۂ عروج پر آتا ہے ؎

با نشۂ درویشی در ساز و دمادم زن!
چوں پختہ شوی خود را بر سلطنتِ جم زن!!

یہ تربیت ہے' یہ تزکیہ ہے' یہ تعلق باللہ ہے' یہ رضائے الٰہی کے حصول کی آرزو اور تمنا ہے۔ ان چیزوں سے وہ اجتماعی طاقت وجود میں آتی ہے جس کو سلطنتِ جم پر دے مارنا ہے' جس کو باطل اور طاغوت سے جا ٹکرانا ہے۔

انقلابی عمل کے اگلے تین مراحل صبر محض' اقدام اور مسلح تصادم ہیں۔ لیکن یہ جو پہلا مرحلہ ہے' جسے انقلابی عمل میں اصل حیثیت واہمیت اور اوّلیت حاصل ہوتی ہے' اس کے دو مرحلے وہ ہیں جہاں جہاد قرآن کے ذریعے ہو گا۔ پہلا مرحلہ نظریاتی تصادم اور نظریاتی کشمکش کا ہے اور اس کے لیے بندۂ مؤمن کے ہاتھ میں جو تلوار ہے وہ قرآن ہے۔ ازروئے الفاظِ قرآنی: ﴿وَجَاهِدْهُم بِهِ جِهَادًا كَبِيرًا ۝﴾ اس کے ساتھ حکمت بھی ہو۔ فرمایا: ﴿ذٰلِكَ مِمَّا اَوْحٰى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ﴾ کہ اس حکمت کے ذریعے دعوت و تبلیغ ہو۔ یہ قرآن موعظۂ حسنہ بھی ہے۔ فرمایا: ﴿قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ اسی میں جدال بھی ہے۔ مشرکین' ملحدین' منافقین اور اہل کتاب کے ساتھ مجادلہ کا ذریعہ بھی یہی قرآن ہے۔ سورۃ النحل کی اس آیت میں یہ تمام طریقے نہایت حسین انداز سے آ گئے ہیں: ﴿اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۭ﴾ (آیت:125) پس قرآن کی تلوار ہاتھ میں لے کر نظریاتی تصادم اور کشمکش کے میدان میں کود پڑو۔ انذار قرآن کے ذریعے سے ہو۔ ارشادِ الٰہی ہے: ﴿وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ۭ﴾ (الانعام:19) تبشیر قرآن کے ذریعے سے ہو۔ سورۂ مریم کی آیت میں بھی انذار اور تبشیر دونوں کا ذریعہ قرآن ہی کو قرار دیا گیا ہے: ﴿فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ۝﴾ میں اپنے اس احساس کا اعادہ کر رہا ہوں کہ اس ''بِہٖ'' پر ہمارے اکثر اہل علم نے کما حقہٗ توجہ نہیں دی۔ سورۃ الکہف کی پہلی دو آیات میں بھی نہایت خوبصورت اسلوب سے انذار و تبشیر کے لیے ذریعہ قرآن ہی کو قرار دیا گیا ہے۔ فرمایا:

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۝ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۝﴾

''کل حمد وثنا اور شکر وسپاس اللہ کے لیے ہے جس نے اپنے بندے پر یہ کتاب نازل فرمائی اور اس میں کوئی ٹیڑھ نہ رکھی۔ ٹھیک ٹھیک سیدھی بات کہنے والی کتاب' تاکہ وہ لوگوں کو خدا کے سخت عذاب سے خبردار کر دے اور ایمان لا کر نیک عمل کرنے والوں کو خوشخبری دے دے کہ ان کے لیے اچھا اجر ہے۔''

تذکیر ہو تو قرآن سے ہو۔ فرمایا: ﴿فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ۝﴾ (قٓ) ''پس تم اس قرآن کے ذریعہ سے ہر اُس شخص کو نصیحت کر دو جو میری تنبیہ سے ڈرے''۔ معلوم ہوا کہ دعوت وتبلیغ کہہ لیں یا نظریاتی تصادم وکشمکش کہہ لیں' اس کا ذریعہ' اس کا آلہ قرآن حکیم ہے۔ جبکہ ہم نے تو اِس قرآن کو وعظ کا ذریعہ بھی نہیں بنایا۔ اقبال نے اس کا مرثیہ کہا ہے ؎

واعظ دستاں زن و افسانہ بند
معنیٔ اُو پست و حرفِ اُو بلند
از خطیب و دیلمی گفتارِ اُو
با ضعیف و شاذ و مرسل کارِ اُو

یعنی واعظ کا حال یہ ہے کہ ہاتھ خوب چلاتا ہے اور سماں بھی خوب باندھتا ہے۔ اس کے الفاظ بھی پُرشکوہ اور بلند وبالا ہوتے ہیں لیکن معنی ومفہوم کے اعتبار سے نہایت پست اور ہلکے۔ اس کا سارا وعظ قرآن کے بجائے خطیب بغدادی اور دیلمی سے ماخوذ ہوتا ہے اور اس کا سارا سروکار بس ضعیف' شاذ اور مرسل روایات سے رہ گیا ہے۔ حالانکہ موعظۂ حسنہ تو یہ قرآن ہے۔ دل کی کایا پلٹ دینے کے وصف کا حامل یہ قرآن ہے' لیکن تلقین یہ کی جاتی ہے کہ اس کو سمجھنا بھی مت! تفسیر تو درکنار اس کا ترجمہ بھی نہ پڑھنا! اس کی تو بس تلاوت کر کے ثواب حاصل کر لیا کرو!

انقلابی عمل میں پہلا مرحلہ دعوت کا ہے' جس کے لیے نظریاتی تصادم میں ہماری تلوار قرآن ہے، اگرچہ اس کا حق ادا کرنا اور اس کو صحیح طور پر استعمال کرنا آسان کام نہیں ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ((خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهٗ)) کی بشارتِ نبویؐ کو چند سعید روحیں اپنا مقصدِ زندگی بنائیں۔ اُن کو اس کے لیے زندگیاں لگانی ہوں گی۔

دوسرا مرحلہ ہے تربیت۔ اس کے لیے بھی ہمارے پاس اصل تلوار قرآن ہے۔ ذرا غور تو کیجیے کہ قرآن مدعی ہے اس حقیقت کا کہ ﴿شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ﴾ میں ہوں۔ لیکن ہم نے تزکیۂ نفس کے لیے کہاں کہاں بھیک مانگی ہے اور پھر اس کے لیے فلسفے اور پورے پورے نظام مدوّن کیے ہیں۔ مگر اِس کوچے میں گزر نہیں ہے تو قرآن کا نہیں ہے۔ اقبال نے اس کا بھی نوحہ کیا اور مرثیہ کہا ہے ؎

صوفیِ پشمینہ پوشِ حال مست
از شراب نغمہ قوال مست

آتش از شعر عراقی در دلش
در نمی سازد بقرآں محفلش

''پشمینہ پوش صوفی اپنے حال میں مست اور قوالی کی شراب سے مدہوش ہے۔ اس کے دل میں عراقی کے شعر سے آگ بھڑک اُٹھتی ہے، لیکن اس کی محفل میں قرآن کا کہیں گزر نہیں ہے۔''

اور بالفرض کچھ ہو بھی تو اس کا کوئی اثر نہیں، جو مدعی ہے ''شِفَاءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ'' ہونے کا اور جس کے بارے میں اُس کا نازل کرنے والا خود ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاۗءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (بنی اسرائیل:82)

''ہم اس قرآن کے سلسلۂ تنزیل میں وہ کچھ نازل کر رہے ہیں جو اہل ایمان کے لیے شفا اور رحمت ہے۔''

لیکن اس کی ناقدری کا یہ عالم ہے کہ ہم نے سارے کوچے کھنگال لیے، در در سے بھیک مانگ لی، لیکن یہ دروازہ بند ہے۔ حالانکہ تربیت و تزکیہ بھی اسی قرآن کے ذریعے ہوگا! میں سمجھتا ہوں کہ اس بات کو بھی اس دور میں اقبال نے خوب پہچانا ہے۔ میں علمائے کرام کی عظمت اور ان کے مقام و مرتبہ کا معترف ہوں، لیکن اس حقیقت کو بیان کیے بغیر بھی چارہ نہیں کہ ان حقائق کا جو انکشاف اقبال پر ہوا ہے اور ان کا جو شعور و ادراک علامہ کو حاصل ہوا ہے وہ مجھے اس دور میں اور کہیں نظر نہیں آتا۔ کس خوبصورتی سے کہتے ہیں:

کشتن ابلیس کارے مشکل است
زانکہ اُو گم اندر اعماقِ دل است
خوشتر آں باشد مسلمانش کنی
کشتۂ شمشیر قرآنش کنی!

''شیطان کو بالکل ہلاک کر دینا بہت مشکل کام ہے۔ اس لیے کہ وہ انسان کے دلوں میں ڈیرا لگا لیتا ہے اور اس کی رسائی انسان کے دل کی گہرائیوں تک ہے۔ بہتر راستہ یہ ہے کہ اسے قرآن کی حکمت و ہدایت کی شمشیر سے گھائل کر کے مسلمان بنا لیا جائے۔''

غور کیجیے ہر شعر میں احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مفہوم کو کس خوبی سے سمو دیا ہے! یہ حدیث نبویؐ گزر چکی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ((اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَجْرِیْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَی الدَّمِ)) (متفق علیہ) ''شیطان انسان کے وجود میں اس طرح سرایت کر جاتا ہے جیسے کہ خون۔'' پہلے شعر میں اس کا حوالہ ہے۔ دوسرا شعر بھی ایک حدیثِ نبویؐ سے ماخوذ ہے۔ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے۔ کسی صحابی نے بڑی ہمت اور جرأت کی (اللہ تعالیٰ انہیں اجر دے، وہ دریافت نہ کرتے تو یہ حکمت ہم تک کیسے پہنچتی) انہوں نے سوال کیا کہ حضور ﷺ! کیا آپ کے ساتھ بھی ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا: ''ہاں ہے، لیکن میں نے اسے مسلمان کر لیا ہے!'' یہ ہے وہ بات جو دوسرے شعر میں علامہ نے کہی ہے کہ اس قرآن کی شمشیر سے گھائل کر کے شیطان کو مسلمان بنایا جا سکتا ہے۔

اگر زہر ایسا ہے جو پورے وجود میں سرایت کرتا ہے تو یہ قرآن بھی وہ تریاق ہے جو پورے وجود میں سرایت کرتا ہے۔ ظاہر ہے اگر تریاق زہر سے زیادہ مؤثر نہ ہو تو زہر کا اثر کیسے زائل ہوگا! اس بات کو بھی اقبال نے اس طرح کہا ہے

چوں بجاں در رفت جاں دیگر شود
جاں چوں دیگر شد جہاں دیگر شود!

یعنی یہ قرآن جب کسی کے اندر سرایت کر جاتا ہے تو اس کے اندر ایک انقلاب آ جاتا ہے۔ اب وہ انسان بالکل بدلا ہوا انسان بن جاتا ہے۔ یہ باطنی انقلاب ہے، اندر کی تبدیلی ہے۔ یہ باطنی انقلاب، یہ اندر کی تبدیلی ایک عالمی انقلاب کا پیش خیمہ بنتی ہے، ورنہ انقلاب کہاں سے آئے گا۔ ''جہاں دیگر شود'' کا اصل مفہوم تو یہ ہوگا کہ جس انسان کے اندر قرآن کے ذریعے تبدیلی آ گئی اس کے لیے جہاں بدل گیا، اس کی دیکھنے والی نگاہ بدل گئی، اس کا زاویہ نظر بدل گیا، اس کی اقدار بدل گئیں۔ اب اس کے لیے یہ جہاں وہ نہیں ہے، بلکہ ''جہانِ نو ہو رہا ہے پیدا، یہ عالم پیر مر رہا ہے'' والا معاملہ ہے۔ جب کسی کے دل میں قرآن اتر جائے تو اس کے لیے اب یہ عالم نیا عالم ہے۔ اس کا نقطۂ نظر اور مطلوب و مقصود بدل گیا ہے۔ اسی لیے میں کہہ رہا ہوں کہ اگر ایسے فدائین کی ایک منظم جماعت وجود میں آ جائے جن کے دلوں میں قرآن جاگزیں ہو جائے تو یہ تبدیلی عالمی انقلاب کا پیش خیمہ بن سکتی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اندر جوشِ ایمانی اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے ایثار و قربانی کا جذبہ اسی قرآن کی بدولت ہی پیدا ہوا تھا۔ یہ مختصر سی اور بے سروسامان جماعت ایک ہاتھ میں قرآن اور ایک ہاتھ میں تلوار لے کر کسریٰ و قیصر یعنی وقت کی دو عظیم سلطنتوں سے جا ٹکرائی بھی اور بیس سال کے مختصر عرصہ میں اول الذکر کو بالکل نیست و نابود کر کے رکھ دیا تھا، جبکہ آخر الذکر کو مشرقِ وسطیٰ اور شمالی افریقہ سے بالکلیہ بے دخل کر دیا تھا اور ان علاقوں پر اللہ کے دین کا جھنڈا لہرانے لگا تھا۔

حاصلِ کلام یہ کہ انقلابی عمل کی دو سطحیں ہیں، یا یوں کہہ لیں کہ جہاد کے دو levels ہیں۔ مجاہدہ مع النفس کے لیے ہمارا آلۂ جہاد قرآن ہے اور نظریاتی کشمکش اور تصادم کے لیے بھی ہماری تلوار قرآن ہے۔

تزکیۂ نفس کے لیے قرآن نے جو پروگرام دیا ہے، اس میں دو مؤثر ترین چیزیں ہیں، ایک قیام اللیل، دوسری اس قیام میں ترتیل کے ساتھ زیادہ سے زیادہ قرآن کی تلاوت و قراءت۔ ابتدا میں قیام اللیل کا حکم اطلاقی شان کے ساتھ آیا تھا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ① قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ② نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ③ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ④﴾ (المزمّل)

''اے اوڑھ لپیٹ کر سونے والے (ﷺ)! رات کو نماز میں کھڑے رہا کرو مگر کم۔ آدھی رات، یا اس سے کچھ کم کر لو، یا اس سے کچھ زیادہ بڑھا دو، اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔''

بعد میں جب اس نے ایک معین شکل اختیار کی تو حکم آیا:

﴿وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ﴾
(بنی اسرائیل:79)

''اور رات کو اس (قرآن) کے ساتھ قیام کرو، یہ تمہارے لیے نفل ہے۔''

رات کا جاگنا اور مجرد جاگنا نہیں، بلکہ قیام میں قرآن کی طویل قراءت و تلاوت، یہ دو ہتھیار ہیں جن سے ایک بندۂ مؤمن کی جہاد بالقرآن کے لیے سیرت کی تعمیر ہوتی ہے اور اس دعوتِ موعظہ اور مجادلہ میں تاثیر پیدا ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس قرآن کو ہاتھ میں لے کر ہمیں باطل کے خلاف نبرد آزما ہونے اور خود اپنے شیطان اور اپنے نفس سے لڑنے کے لیے اس قرآن کی تلوار کو استعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اَللّٰهُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتَنَا فِیْ قُبُوْرِنَا، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنَا بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ، وَاجْعَلْهُ لَنَا اِمَامًا وَّنُوْرًا وَّهُدًى وَّرَحْمَةً، اَللّٰهُمَّ ذَكِّرْنَا مِنْهُ مَا نَسِيْنَا وَعَلِّمْنَا مِنْهُ مَا جَهِلْنَا، وَارْزُقْنَا تِلَاوَتَهٗ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَاٰنَآءَ النَّهَارِ، وَاجْعَلْهُ لَنَا حُجَّةً يَّا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ oo

حلقہ لاہور غربی کا سہ ماہی اجتماع

سہ ماہی اجتماع مورخہ 29 جون 2019ء بروز ہفتہ کو نماز مغرب سے ایک گھنٹہ قبل قرآن اکیڈمی میں منعقد ہوا۔ پروگرام کی نقابت کے فرائض حلقہ کے ناظم تربیت محسن محمود نے ادا کیے۔ سب سے پہلے خباب عبدالخالق نے سورہ حم السجدہ کی آیات 30 تا 36 کے حوالے سے تذکیر بالقرآن کی سعادت حاصل کی۔ انہوں نے نہایت سلیس انداز سے ان آیات سے حاصل شدہ سبق کو بیان کیا۔ اس کے بعد محسن محمود نے امام نوویؒ کی کتاب ریاض الصالحین سے صبر کے عنوان سے مختلف احادیث مبارکہ بیان کیں۔ اس کے بعد حلقہ لاہور غربی کی مقامی تناظیم شیخوپورہ، ٹاؤن شپ، واپڈا ٹاؤن اور جوہر ٹاؤن کے نمائندوں نے دورہ ترجمہ قرآن کے پروگراموں کی مختصر کارگزاری سے حاضرین کو آگاہ کیا۔ عشاء کی ادائیگی کے لیے وقفہ کے بعد کاشف گیلانی نے جہاد بالقرآن کے عنوان سے گفتگو کی۔ انہوں نے تفصیل سے بتایا کہ باطل نظریات کی بیخ کنی ہو یا دینی فرائض کا جامع تصور، یہ سب جہاد بالقرآن ہی کی مختلف صورتیں ہیں۔ اس کے بعد محمود حماد نے تنظیم اسلامی کی ملک گیر دعوتی مہم ''دعوت فکر اسلامی مہم'' کے بارے میں شرکاء کو آگاہ کیا۔ اجتماعی دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔ (مرتب کردہ: محمد یونس)

حلقہ سرگودھا کے زیر اہتمام تربیتی اجتماع

مورخہ 29 جون 2019ء کو بعد نماز مغرب تا اگلی صبح 10:15 تک اجتماع کا انعقاد مسجد جامع القرآن سرگودھا میں ہوا۔ جس میں میانوالی، جوہر آباد اور سرگودھا سے مجموعی طور پر 42 رفقاء اور 5 احباب نے شرکت فرمائی۔ بعد از نماز مغرب امیر تنظیم اسلامی میانوالی محترم نور خان نے سورۃ العنکبوت کے پہلے رکوع کی روشنی میں بعنوان ''اہل ایمان کے لیے ابتلاء وامتحان سے گزرنا لازمی ہے'' کا درس دیا۔ درس کا دورانیہ نماز مغرب کی ادائیگی سے نماز عشاء تک جاری رہا، جسے سامعین نے بڑی دلچسپی سے سماعت کیا۔

نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد آرام کا وقفہ ہوا۔ صبح 2:45 پر رفقاء بیدار ہو گئے۔ انفرادی نوافل وتلاوت قرآن کے بعد 3:40 پر رفقاء کو ناظم تربیت حلقہ نے دعائے حاجات/ دعائے استخارہ کی فضلیت پر مبنی احادیث مبارکہ پڑھ کر سنائیں اور رفقاء کو دعائے حاجت/ استخارہ کی کاپیاں فراہم کر کے گروپس کی شکل میں انہیں اس کو یاد کروانے کا اہتمام فرمایا۔ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد تنظیم سرگودھا غربی کے امیر جناب عبدالرحمٰن نے سورۃ المنافقون کے دوسرے رکوع کی روشنی میں درس قرآن دیا۔

صبح ساڑھے سات بجے اشراق وناشتہ کے لیے وقفہ ہوا۔ وقفہ کے بعد سرگودھا شرقی کے امیر جناب گلباز نے ''دنیاوی تکالیف کی حقیقت'' کے موضوع پر درس حدیث دیا۔ بعد ازاں منفرد اسرہ جوہر آباد کے نقیب جناب خالد وسیم نے مذکورہ بالا عنوان پر مذاکرہ کروایا۔ جس میں رفقاء کی تربیت کے حوالے سے نظم کے کردار پر روشنی ڈالی۔ اس کے علاوہ رفقاء میں پیدا ہونے والے غیر شعوری نفاق کی علامات اور نجویٰ جیسے امراض اور ان کے علاج پر بھی گفتگو فرمائی۔ انہوں نے تمام شرکاء کو بھی اپنی گفتگو میں شامل رکھا۔

صبح 8:45 بجے تا 10:05 بجے تک بانی محترم کا ویڈیو لیکچر ''موجودہ عالمی حالات میں نبی اکرم ﷺ کی پیش گوئیاں اور آخری صلیبی جنگ'' بذریعہ ملٹی میڈیا تمام شرکاء نے سماعت کیا۔

پروگرام کے آخر میں امیر حلقہ نے رفقاء کی اس تربیتی پروگرام میں بھرپور شرکت پر اُن کے لیے دعائیہ کلمات ادا کیے اور رفقاء کی تربیت میں تربیتی پروگراموں کی اہمیت کو اُجاگر کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ ایسے پروگراموں میں رفقاء لازمی شرکت فرمایا کریں۔ تذکیری گفتگو کے بعد مجلس کے اختتام کی مسنون دُعا کے ساتھ اس تربیتی پروگرام کے اختتام کا اعلان فرمایا۔ (رپورٹ: محمود عالم، معتمد حلقہ)

حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کا سہ ماہی اجتماع وشب بیداری

سہ ماہی اجتماع 29 جون 2019ء بروز ہفتہ بعد از نمازِ عصر 6 بجے جامع مسجد ابوبکر صدیقؓ سعد اللہ جان کالونی میں شروع ہوا۔ اجتماع میں 106 رفقاء واحباب نے شرکت کی۔

سٹیج سیکرٹری کے فرائض ناظم تربیت حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی محترم فضل باسط نے ادا کیے۔ اجتماع کا آغاز پشاور شہر کے رفیق محترم قاری نصیر الدین کی تلاوتِ قرآنِ کریم وترجمہ بمعہ مختصر تشریح سے کیا گیا۔ جبکہ درسِ حدیث کی ذمہ داری محترم جانثار اختر معتمد مقامی تنظیم نوشہرہ نے ادا کی۔

امیر حلقہ نے سہ ماہی اجتماع کی غرض وغایت بیان کی۔ پچھلے سہ ماہی اجتماع کے شرکاء کے تاثرات بیان کیے۔ امیر حلقہ نے مرکز کی جانب سے موصول شدہ تعمیر مرکز کے اعداد وشمار پڑھ کر سنائے اور رفقاء سے گزارش کی کہ مرکز اور اس کی مسجد کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ تاکہ مسجد کی تعمیر جلد ممکن ہو سکے۔ اس کے بعد محترم ابراہیم فتح نے ''منتخب نصاب نمبر 1 سورۃ بنی اسرائیل کے رکوع نمبر 3، 4 کی روشنی میں ''اسلام کا معاشرتی وسماجی نظام'' کا درس دیا۔

نمازِ مغرب کے بعد ناظم تربیت محترم فضلِ باسط نے منتخب نصاب نمبر 2 ''اقامتِ دین کی جدوجہد کرنے والوں کے مطلوبہ اوصاف'' کا مذاکرہ کرایا۔ انہوں نے ملٹی میڈیا کی مدد سے وہ مقامات وآیات دکھائیں جو کہ اس درس سے متعلق تھیں۔ اس کے بعد مقامی تنظیم پشاور صدر کے ناظم تربیت محترم محمد احمد نے تنظیم اسلامی کا اجمالی خاکہ (مسلمانوں کو آمادہ عمل کرنے کے لیے ترغیب) کے موضوع پر مدلل درس دیا۔

اس کے بعد مقامی تنظیم نوشہرہ کے نقیبِ اسرہ محترم قاضی فضلِ رحیم نے حضور اقدس ﷺ کا آخری خطبہ ''دوسروں تک دین پہنچانا'' کے موضوع پر درس دیا۔ انہوں نے کہا کہ جب حضور اقدس ﷺ کا وصال ہوا تو صحابہ کرامؓ نے پیغمبر اسلام ﷺ کے مشن کو جاری رکھا اور پوری دنیا میں دین کی سربلندی کے لیے پھیل گئے۔ اب یہ ہمارا فرض بنتا ہے کہ ان کے اس مشن کو جاری رکھیں۔ نمازِ عشاء کے بعد امیر تنظیم اسلامی مردان ڈاکٹر حافظ محمد مقصود نے منتخب نصاب میں سے سورۃ حدید کا درس دیا۔ انہوں نے مولانا رومی اور علامہ اقبال کے اشعار بھی سنائے جسے شرکاء نے بہت پسند کیا۔ بعد ازاں آرام کا وقفہ ہوا۔ الحمد اللہ! رفقاء کی کثیر تعداد نے نمازِ تہجد کا اہتمام کیا۔ کچھ رفقاء تلاوت کلامِ پاک سے مستفید ہوئے، کچھ ذکر واذکار میں مشغول ہوئے اور اس کے بعد نمازِ فجر ادا کی گئی۔ بعد نمازِ

فجر محترم حافظ ڈاکٹر حافظ محمد مقصود نے تقریباً 35 منٹ کا درسِ قرآن دیا۔ جس میں رفقاء کے علاوہ نمازیوں نے بھی شرکت کی۔

امیر حلقہ نے پروگرام کے اختتام پر شرکاء کا شکریہ ادا کیا اور انہیں دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو! (رپورٹ: سعید اللہ شاہ)

مرکز تنظیم اسلامی وہاڑی میں ماہانہ درس قرآن

پروگرام 13 جولائی 2019ء بروز ہفتہ بعد نماز مغرب مرکز تنظیم اسلامی وہاڑی شیخ کالونی میں منعقد ہوا۔ نماز مغرب کے فوراً بعد جناب سلیم اختر نے ''قرآن مجید اور ہماری زندگی'' کے عنوان سے زندگی کا مقصد، زندگی کا نصب العین، زندگی کا انجام، ان سب موضوعات کو نہایت بلیغ انداز میں قرآن وحدیث کی روشنی میں سامعین کے سامنے پیش کیا۔ تقریباً 80 کے قریب افراد نے اس درس میں شرکت کی۔ اللہ رب العزت ہماری ان کوششوں کو شرفِ قبولیت سے نوازے۔ آمین! (مرتب: شوکت حسین انصاری)

حلقہ کراچی جنوبی کے تحت سہ ماہی تربیتی اجتماع

''دعوت فکر اسلامی مہم'' کی تیاری اور رفقاء کی تربیت و ذہن سازی کے لیے حلقہ کراچی جنوبی کے زیر اہتمام سہ ماہی تربیتی اجتماع 21 جولائی بروز اتوار مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں منعقد ہوا۔ میزبانی کے فرائض حلقہ کے ناظم تربیت ڈاکٹر محمد الیاس نے ادا کیے۔ صبح 8:00 بجے اجتماع کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ جس کی سعادت قرآن اکیڈمی تنظیم کے رفیق قاری امداد اللہ نے حاصل کی۔ بعدازاں اولڈ سٹی تنظیم کے امیر محمد رضوان نے قرآن حکیم اور احادیث مبارکہ کے ذریعے دعوت کے فضائل وفوائد سے آگاہ فرمایا۔ بعدازاں راقم نے اپنے موضوع ''آداب دعوت'' سے متعلق 25 آداب مختصراً بیان کیے۔ امیر کورنگی وسطی تنظیم جناب عامر خان نے حلقہ قرآنی سے پہلے، دوران و مابعد کرنے کے اہم امور کی طرف توجہ دلائی اور مفید مشورے بھی دیئے۔ بعدازاں ڈیفنس تنظیم کے امیر عاطف اسلم نے نظام العمل کے مطابق فہم دین نشست کیا ہے؟ کے موضوعات اور اس نشست کی بہتری کے لیے رہنمائی فرمائی۔ ان کے بعد ناظم تربیت ڈاکٹر محمد الیاس نے بعنوان ''فہم دین نشست میں احباب کے عمومی سوالات'' کی ملٹی میڈیا پریزینٹیشن کی مدد سے سوال وجواب کی صورت میں وضاحت کی۔ آپ نے 15 سوالات اور ان کے تسلی بخش جوابات دینے کی کامیاب سعی کی جو نہ صرف احباب کے لیے بلکہ رفقاء کے شرح صدر میں بھی اضافہ کا ذریعہ ثابت ہوئے۔

باہمی ملاقات اور چائے کے وقفہ کے بعد ''ملکی وغیر ملکی حالات کا تجزیہ'' امیر حلقہ کے قانونی مشیر جناب کرنل (ر) محمد امین نے پیش کیا۔ انہوں نے امریکہ طالبان مذاکرات کے ساتھ ساتھ ایران امریکہ کشیدگی پر ایوب بیگ مرزا کا آڈیو کلپ بھی سنوایا۔ بعدازاں مذاکرہ کے لیے تناظیم کی ترتیب پر رفقاء کے حلقے بنادیئے گئے اور تمام حلقوں میں مقامی امراء نے مذاکرہ کروایا جس کا موضوع ''فکر اسلامی مہم کی تیاریوں کا جائزہ'' تھا۔ مذاکرہ کے لیے حلقہ کی طرف سے ایک چیک لسٹ بھی مہیا کی گئی۔ مذاکرہ کے بعد بانی محترمؒ کی ویڈیو ملاحظہ کی گئی جس میں آپ نے ''امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور دعوت دین کی اہمیت'' پر ایمان افروز تذکیر فرمائی اور مہم کی مناسبت سے یہ ویڈیو رفقاء میں تحریک پیدا کرنے کا باعث ثابت ہوئی۔ آخر میں امیر حلقہ انجینئر نعمان اختر نے چند نصیحتیں اور اعلانات کیے۔ آپ نے فکر دعوت اسلامی مہم کا پس منظر اور اس کے اہداف و مقاصد بیان کیے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں سابقہ مہمات کی طرح اس مہم میں بھی خلوص کے ساتھ اپنا حصہ ڈالنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ اور اس مہم کو ہمارے لیے، ہماری تنظیم کے لیے اور عوام الناس کے لیے باعث خیر بنا دے۔ آمین! امیر حلقہ کی دعا پر اجتماع کا اختتام ہوا۔ (رپورٹ: محمد سہیل راؤ)

دعائے صحت کی اپیل

☆ رفیق تنظیم اسلامی نیوملتان جناب سعد احمد قریشی کے والد بیمار ہیں اور ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ برائے بیمار پرسی: 0303-6528080

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَاشِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْن — دعائے مغفرت

☆ حلقہ کراچی شمالی، سرجانی تنظیم کے ناظم دعوت فرخ وحید کی والدہ وفات پاگئیں

برائے تعزیت: 0323-2988703

☆ حلقہ سرگودھا کے منفرد رفیق محمد رفیع کی اہلیہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0344-4006016

☆ حلقہ کراچی شمالی، شادمان تنظیم کے رفیق جناب اسلم کی اہلیہ وفات پاگئیں

برائے تعزیت: 0300-2712720

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ ''دفتر تنظیم اسلامی بلوچستان 2-12/2-370 بالائی منزل بالمقابل کوالٹی سویٹس، منان چوک، شاہراہ اقبال، کوئٹہ'' میں

امراء ونقباء تربیتی ومشاورتی اجتماع

30 اگست تا یکم ستمبر 2019ء

(بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ امراء ونقباء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0346-8300216 / 081-2842969

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 79-35473375(042)

Tanzeem-e-Islami

Press Relaease : 05 August 2019

"Seminar on the topic 'Pakistan – The Pivot of Hopes for the Islamic World. (But) How?' held under the auspices of Tanzeem-e-Islam."

(Hafiz Aakif Saeed)

Lahore (PR): A seminar entitled "Pakistan – The Pivot of Hopes for the Islamic World. (But) How?" was held on 4 August 2019 under the auspices of Tanzeem-e-Islami at Qur'an Auditorium, New Garden Town, Lahore.

While addressing the seminar, the Ameer of Tanzeem e Islami, **Hafiz Aakif Saeed**, said that Pakistan is the only Muslim country in the world that was created on the basis of Islam. The fact of the matter is, he noted, that *"Pakistan Ka Matlab Kya: La Illaha Ill Allah"* was the most famous chant during the Pakistan movement. Allah *(SWT)* bestowed His *(SWT)* special bounty on us and also made Pakistan a nuclear state. He concluded by remarking that if we correct our direction as a nation, then Pakistan will play a pivotal and significant role for Islam and the Islamic World (Muslim Ummah) and it will play an instrumental part in the resurgence of Islam in the world. *Insha Allah*!

While addressing the seminar, the *Markazi leader* of Tanzeem-e-Islami, **Ayub Baig Mirza**, noted that when it comes to matters pertaining Islam, the Muslims of the subcontinent are 'less practicing', yet 'extremely emotive'. He added that the 'permission' of performing prayers and keeping fasts was existent for Muslims even in the British military cantonments during the era of colonialism. He remarked that the need of the hour is for us to establish Islam as the prevailing system in the collective realm and the society at large. Unless Islam is made dominant in the collective and societal terms, it would be impossible to establish Islam as the system in Pakistan. He noted that the first stage of making Islam dominant is *Daw'ah* (propagation). Tanzeem-e-Islami has started a "*Dawat-e-Fikr-e-Islami*" (invitation to Islamic Thought) Campaign from August 1, 2019. While elaborating the concept of *Fikr-e-Islami* (Islamic Thought), he said that revitalization of '*Iman*' (faith) in one's mind and heart, and following the commandments of Allah *(SWT)* and His Messenger *(SAAW)* in all individual and collective

dimensions of human life, along with the total enforcement of the Laws and Decrees of the Islamic Shariah at the state level comprise the correct and comprehensive Islamic *Fikr* (Islamic Thought). He concluded by stating that it is necessary for us all to participate fully in this campaign so that we could play our sincere role in striving to our utmost potential in making Islam dominant in the world.

While addressing the seminar, the *Markazi leader* of Tanzeem-e-Islami, **Engineer Mukhtar Hussain Farooqi**, said that the treasure of Ahadith mentions it as a prophecy, in no unclear terms, that forces and troops from this region will go and assist Imam Mahdi. He said that it is necessary that we prepare ourselves for that mission by making our kith and kin ready and willing to be part of those forces and troops.

While addressing the seminar, the renowned journalist and scholar, **Orya Maqbool Jan**, said that the biggest threat for Islam and Muslims today is the system, particularly in education and political governance, enforced on us by the West. If we want to make Pakistan the pivot of hopes for the Islamic world then we ought to change that system first. He noted that as long as that bogus system is prevalent, there is neither any chance of *Ghazwa-e-Hind*, nor would any forces and troops from this region be able to go and assist Imam Mahdi.

While addressing the seminar, **Professor Sultan Sikandar**, said that the basic building block of a society is 'the individual'. Until the edification and training of that individual does not occur on the basis of the fundamentals of Islam, there is neither any chance of the establishment of the Islamic socio-political system, nor would Pakistan be able to become the pivot of hopes for the Islamic world. He concluded by stating that the institutions for the edification and training of an individual in Islam comprise 'The Mother', 'The Masjid' and 'The Madrassah'.

Issued by
Ayub Baig Mirza
Markazi Nazim of Press and Publications Section
Tanzeem-e-Islami, Pakistan

Editor's Note: ***This Press Release was issued following the Seminar on the topic "Pakistan – The Pivot of Hopes for the Islamic World. (But) How?" held under the auspices of Tanzeem-e-Islami on Sunday 4 August 2019 at Qur'an Auditorium, New Garden Town, Lahore.***

Vol: 28 Regd. No. C.P.L NO.114 No.32

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore